عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

تہذیبی ارتداد

جلد: ۴۳ | ۱۲ تا ۱۸ ربیع الاول ۱۴۴۶ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ ستمبر ۲۰۲۴ء | شمارہ: ۳۵

ربیع الاول اور عشق نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تقاضے

مسجد اقصیٰ
فضائل و مناقب

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

ورثاء کے حق میں وصیت نافذ نہیں ہوتی

س:...... میری امی نے ایک گھر ورثہ میں چھوڑا ہے، جس میں ہم تین بھائی اور تین بہنیں حصہ دار ہیں۔ میری امی نے مرتے وقت وصیت کی تھی کہ یہ گھر تینوں بھائیوں کا ہے، میں نے اپنی بیٹیوں کو سونا اور پیسے دے دیئے ہیں، لہٰذا یہ گھر تینوں بھائیوں کا ہے۔ اب ہم یہ گھر بیچ رہے ہیں تو تینوں بہنیں بھی حصہ مانگ رہی ہیں آپ بتائیں کہ شریعت کے مطابق اس کا کیا حل ہے؟

ج:...... واضح رہے کہ ورثاء کے حق میں وصیت نافذ نہیں ہوتی، کیونکہ شریعت نے ان کو ورثہ میں سے ان کا حق مقرر کر کے دے دیا ہے۔ لہٰذا آپ کی والدہ کی وصیت آپ لوگوں کے حق میں نافذ العمل نہیں ہوگی اور ان کا کُل ترکہ تمام ورثاء میں ان کے شرعی حصوں کے مطابق ہی تقسیم ہوگا۔ اس لئے کُل ترکہ کو نو حصوں میں تقسیم کیا جائے گا، جس میں سے دو دو حصے مرحومہ کے ہر ایک بیٹے کو اور ایک ایک حصہ ہر ایک بیٹی کو ملے گا۔

تین طلاق کی شرعی حیثیت

س:...... میرے شوہر نے مجھ کو طلاق دی ایک بار اور پھر سے دو روز کے بعد ایک اور دی غصے میں اور ایک ہفتے کے بعد تیسری بار بولا میرے بچوں کے اور میری بہن کے سامنے، مجھ کو اس پر فتویٰ چاہئے۔

ج:...... صورت مسؤلہ میں اگر سائلہ کا بیان حق و صداقت پر مبنی ہے کہ اس کو شوہر نے تین مختلف اوقات میں طلاق دی ہے تو اس سے سائلہ پر تینوں طلاقیں واقع ہوگئی ہیں اور وہ اپنے شوہر پر حرمت مغلظہ کے ساتھ حرام ہوگئی ہے، آئندہ ان کے درمیان کوئی صلح یا نکاح نہیں ہوسکتا جب تک کہ حلالہ شرعی نہ کیا جائے۔ عدت گزارنے کے بعد عورت آزاد ہے، دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔

قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ

س:...... مجھے یہ معلوم کرنا ہے کہ شیزان ریسٹورنٹ میں افطار کرنا کیسا ہے؟ جبکہ ہمیں یہ پتا ہے کہ شیزان قادیانیوں (احمدیوں) سے تعلق رکھتی ہے اور اس کی ہر پروڈکٹ کا دس فیصد منافع مرزائیوں کو جاتا ہے۔ جامع جواب ارشاد فرمائیں۔

ج:...... شیزان قادیانیوں کی کمپنی ہے، اور یہ کمپنی باقاعدہ قادیانی جماعت کو ماہانہ و سالانہ چندہ فراہم کرتی ہے اور قادیانی جماعت اس چندے کو اپنی ارتدادی سرگرمیوں اور مسلمانوں کا ایمان تباہ کرنے پر صرف کرتی ہے۔ اگر مسلمان ان قادیانیوں اور قادیانی کمپنیوں سے لین دین اور خرید و فروخت جاری رکھیں گے اور بائیکاٹ نہیں کریں گے تو یہ لوگ مسلمانوں کے تعاون سے پھلتے پھولتے رہیں گے اور اپنے عقائد اور مذہب کی تبلیغ جاری رکھیں گے، جس میں مسلمانوں کے ناجائز تعاون کا بھی حصہ ہوگا، اور اس پر کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہونا پڑے گا۔ اس لئے بہتر ہے کہ ہم اپنی ایمانی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے قادیانی مصنوعات سے مکمل اجتناب کریں اور ان لوگوں کا مکمل بائیکاٹ کریں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۴۳ — ۱۲ تا ۱۸ ربیع الاول ۱۴۴۶ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ ستمبر ۲۰۲۴ء — شمارہ: ۳۵

اس شمارے میں!

سپریم کورٹ کا دانشمندانہ فیصلہ	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
ربیع الاول اور عشقِ نبوی کے تقاضے	۸	مولانا محمد سلمان بجنوری
ماہِ ربیع الاول... کچھ کر گزریئے!	۱۰	مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی
مسجد اقصیٰ..... فضائل ومناقب	۱۲	مولانا محمد اسلم معاویہ
تہذیبی ارتداد	۱۵	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
اہلِ بیت وآلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (۴)	۱۸	پروفیسر محمد سلیم قاسمی، علی گڑھ
تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء۔ حقائق وواقعات	۲۱	مولانا مفتی خالد محمود
دعوتی وتبلیغی اسفار	۲۴	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

سرپرست
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سید سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا اللہ وسایا

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

زرِ تعاون
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ: ۲۵ روپے، ششماہی: ۶۰۰ روپے، سالانہ: ۱۲۰۰ روپے

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۹۳ فصل:... ۲ ہجری کے واقعات

۵۲:... اسی سال غزوۂ بدر میں حضرت ابوعمارہ خزیمہ بن ثابت بن فاکہ الانصاری الاوسی الخطمی شریک ہوئے، یہ ''ذُوالشہادتین'' (دوشہادتوں والا) کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تنہا شہادت کو دو آدمیوں کی شہادت کے قائم مقام قرار دیا تھا، جس کا طویل واقعہ ابنِ اثیر کی کتاب ''اُسدالغابہ'' میں مذکور ہے۔ یہ پہلی بار بدر میں شریک ہوئے اور بعد اَزاں تمام غزوات میں شریک رہے، یہی قول راجح ہے، اور بعض نے کہا ہے کہ یہ اُحد میں شریک نہیں ہوئے، اس کے بعد تمام غزوات میں شریک ہوئے۔

۵۳، ۵۴:... اسی سال غزوۂ بدر میں حضرت عبیدہ بن حارث بن المطلب بن عبد مناف القرشی المطلبی شہید ہوئے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

نیز حضرت حارثہ بن رُبیع (بصیغۂ تصغیر یائے کے کسرہ کے ساتھ) شہید ہوئے، ''رُبیع'' ان کی والدہ ماجدہ کا نام ہے جو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھیں، حارثہؓ کے والد سراقہ بن حارث بن عدی الانصاری النجاری ہیں، انہی حارثہؓ کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ: ''وہ جنت الفردوس میں ہیں جو سب سے اُوپر کی جنت ہے'' حضرت حارثہؓ جنگِ بدر میں محافظین کی صف میں تھے، انصار میں سے غزوۂ بدر میں سب سے پہلے یہی شہید ہوئے، شہدائے بدر کے ضمن میں ان کا ذکر مکرّر آئے گا۔

۵۵:... اسی سال غزوۂ بدر سے دو تین دن پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کی قتل گاہوں کی نشاندہی فرمائی، ایک ایک جگہ کی طرف اشارہ کرکے فرماتے کہ یہاں فلاں کافر قتل ہوگا اور یہاں فلاں۔ چنانچہ جس جس جگہ ہاتھ رکھ کر اشارہ فرمایا تھا، کفار ٹھیک اسی اسی جگہ مقتول پڑے تھے، ان میں سے ایک کافر بھی اِدھر اُدھر نہیں تھا، اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان معجزہ تھا۔

۵۶:... اسی سال غزوۂ بدر میں حضرت عمیر (بصیغۂ تصغیر) ابن حمام (بضم حاء) رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ ان کے ہاتھ میں کچھ کھجوریں تھیں جن کے کھانے میں مشغول تھے، اتنے میں ان کے کان میں آواز پڑی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر میں شہید ہونے والوں کو جنت کی خوشخبری سناتے ہیں، یہ سنتے ہی انہوں نے کھجوریں پھینک دیں، تلوار ہاتھ میں لی، اور کافروں کی فوج پر پل پڑے، یہاں تک کہ شہید ہوگئے۔

۵۷:... اسی سال غزوۂ بدر میں چودہ صحابہؓ شہید ہوئے، چھ مہاجرین اور آٹھ انصاری، تفصیل حسبِ ذیل ہے، مہاجرینِ قریش میں سے تین: ۱۔ عمیر بن ابی وقاص القرشی الزہری، یہ سعد بن ابی وقاص کے بھائی ہیں۔ ۲۔ صفوان بن وہب المعروف بہ ابنِ بیضا القرشی الفہری۔ ۳۔ عبیدہ (بصیغۂ تصغیر) بن حارث بن عبدالمطلب (پہلے یہی نام گزر چکا ہے، وہاں حارث بن مطلب بن عبد مناف ذکر کیا گیا ہے۔ مترجم) بن عبد مناف القرشی المطلبی، قدیم الاسلام صحابی ہیں، جنگِ بدر میں ان کا پاؤں کٹ گیا تھا، مقامِ بدر میں ان کا انتقال نہیں ہوا، بلکہ زخمی حالت میں مدینہ واپس لائے جارہے تھے کہ راستے میں ''صفراء'' نامی موضع میں جاں بحق ہوئے اور وہیں مدفون ہوئے۔ وہاں اب تک ان کی قبر زیارت گاہِ خاص وعام ہے، اس سے برکت حاصل کی جاتی ہے۔ جاہل عوام گمان کرتے ہیں کہ یہ حضرت ابوذر غفاریؓ کی قبر ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے، بلکہ ابوذرؓ کی قبر ''ربذہ'' میں ہے۔ (جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

سپریم کورٹ کا دانشمندانہ فیصلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

ہفت روزہ ’’ختم نبوت‘‘ صفر المظفر ۱۴۴۶ھ کے شمارہ نمبر ۳۰،۳۱ میں سپریم کورٹ کے ۲۴ جولائی ۲۰۲۴ء کے نامبارک ثانی کیس کے فیصلہ کا تجزیہ اور تبصرہ کیا گیا تھا، جو سپریم کورٹ تک بھی پہنچا۔ علمائے کرام اور اراکینِ اسمبلی کے پُرزور مطالبہ پر قومی اسمبلی کے اسپیکر کے خط اور وزیر اعظم کی ہدایت پر اٹارنی جنرل نے عدالت عظمیٰ میں درخواست دائر کی کہ چونکہ یہ مذہبی معاملہ ہے، اس لیے اس فیصلہ میں ان علمائے کرام کی آراء سنی جائیں، جنھوں نے اپنی تحریروں اور تقریروں میں اس فیصلے پر تحفظات کا اظہار کیا ہے۔

راقم الحروف کو بھی واٹس ایپ کے ذریعے نوٹس موصول ہوا، راقم الحروف تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں جمعیت علماء (موریشس) افریقا کے سفر پر تھا، اس لیے بندہ کی نمائندگی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد جماعت نے کی۔ قائدِ جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم بنفس نفیس عدالت پہنچے، جہاں پر انہوں نے چیف جسٹس سے کہا کہ ’۷۲ سال میں‘ میں پہلی دفعہ سپریم کورٹ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلہ میں پیش ہو رہا ہوں۔ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی حفظہ اللہ ترکیہ کے دورہ پر تھے، اس لیے بذریعہ ویڈیو لنک عدالت میں پیش ہوئے، مفتی تقی عثمانی صاحب نے ویڈیو لنک پر دلائل دیتے ہوئے کہا کہ ہم نے نظر ثانی کیس میں جو رائے دی، اس کو شاید نظر انداز کیا گیا، نظر ثانی درخواستوں کے فیصلے میں کچھ قرآنی آیات کا حوالہ دیا گیا۔ اچھی بات ہے کہ چیف جسٹس فیصلوں میں آیات کا حوالہ دیتے ہیں۔ پیراگراف نمبر 7 اور 42 کو حذف کیا جائے۔ عدالت دفعات کا اطلاق ہونے یا نہ ہونے کا معاملہ ٹرائل کورٹ پر چھوڑے۔ اصلاح کھلے دل کے ساتھ کرنی چاہیے۔ عدالت نے لکھا کہ قادیانی مبارک ثانی نجی تعلیمی ادارے میں معلم تھا، گویا عدالت نے تسلیم کر لیا کہ قادیانی ادارے بنا سکتے ہیں۔ عدالت نے کہا کہ قادیانی بند کمرے میں تبلیغ کر سکتے ہیں، قانون کے مطابق قادیانیوں کو تبلیغ کی کسی صورت اجازت نہیں، عدالت نے سیکشن 298C کو مدنظر نہیں رکھا۔ چیف جسٹس صاحب نے کہا کہ: اگر ہم وضاحت کر دیں تو کیا یہ کافی ہوگا؟ مفتی تقی عثمانی صاحب نے کہا کہ عدالت وضاحت کی بجائے فیصلے کے متعلقہ حصہ کو حذف کرے۔ چیف جسٹس صاحب نے مفتی تقی عثمانی صاحب سے کہا کہ آپ کے مطابق دو پیراگراف ختم ہونے چاہئیں، مزید کچھ کہنا چاہیں تو بتا دیں۔ مفتی تقی عثمانی صاحب نے کہا کہ قادیانی اقلیت میں ہیں لیکن خود کو غیر مسلم تسلیم نہیں کرتے، قادیانیوں کو پارلیمان میں بھی نشستیں دی گئیں۔ جس پر اٹارنی جنرل نے کہا کہ 2002ء کے بعد قانون تبدیل ہو گیا اور قادیانیوں کی ایک نشست تھی جو ختم کر دی گئی، اب صرف اقلیت کی 10 مخصوص نشستیں رکھی گئی ہیں۔ مفتی تقی عثمانی صاحب نے کہا کہ: قادیانی مسلم کی بجائے اقلیت کے طور پر رجسٹرڈ ہو سکتے ہیں، اقلیت خود کو مان لیں تو پھر ان کو اقلیتوں کی نشستیں بھی

مل سکتی ہیں، میرے پاس ان مسائل سے متعلق کتاب ہے، عدالت چاہے تو فراہم کردوں گا۔ اور فیصلہ کے پیراگراف ۴۹ سی کو اس طرح تبدیل کیا جائے: ''جہاں تک اس مسئلہ کا تعلق ہے کہ پیش نظر مقدمہ کے ملزم پر مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ: 295 B، 295 C، 298 B، 298 C، کا اطلاق ہوتا ہے یا نہیں؟ ضمانت کے اس مقدمہ میں جبکہ ملزم کا ٹرائل ابھی باقی ہے، ہم یہ مناسب نہیں سمجھتے کہ اس پر کوئی فیصلہ دیں، کیونکہ ٹرائل کورٹ میں ابھی مقدمہ چل رہا ہے۔ ٹرائل کورٹ کو چاہیے کہ وہ ہمارے فیصلہ مؤرخہ ۶ رفروری ۲۰۲۴ء سے متاثر ہوئے بغیر مقدمہ کی کارروائی جاری رکھے اور تمام حالات مقدمہ کو سامنے رکھتے ہوئے اس بات کا فیصلہ کرے کہ ملزم پر مذکورہ دفعات کے تحت جرم بنتا ہے یا نہیں؟ اس طرح نظر ثانی کی تمام درخواستیں جزوی طور پر منظور کی جاتی ہیں۔''

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کی مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے تائید کی، عدالت نے حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب سے کہا کہ: آپ آخر تک عدالت میں موجود رہیں۔ دوسرے حضرات نے بھی اپنی اپنی آراء دیں، جو کہ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی حفظہ اللہ کی رائے سے ملتی جلتی تھیں۔ اس پر عدالت نے درج ذیل مختصر فیصلہ دیا۔ اس فیصلے کو تاریخ کے اوراق میں محفوظ کرنے کی غرض سے یہاں نقل کیا جاتا ہے:

''حکم نامہ

سپریم کورٹ کے فیصلے مؤرخہ ۲۴ جولائی میں تصحیح کے لیے وفاق پاکستان کی جانب سے متفرق درخواست نمبر: ۱۱۱۳ بابت ۲۰۲۴ء دائر کی گئی ہے۔ اس مقصد کے لیے پارلیمان نے ایک متفقہ قرارداد بھی منظور کی تھی۔ وفاق کی درخواست میں بعض جید علمائے کرام کا نام لے کر استدعا کی گئی تھی کہ تصحیح کرتے وقت ان کی آراء کو مدِ نظر رکھا جائے۔ اس درخواست کو منظور کرتے ہوئے ان علمائے کرام کو نوٹس جاری کیا گیا۔

۲۔ مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے ترکیہ سے، جبکہ محترم سیّد جواد علی نقوی نے لاہور سے ویڈیو لنک پر دلائل دیئے۔ درج ذیل علمائے کرام نے عدالت کے سامنے بنفس نفیس دلائل پیش کیے:

مولانا فضل الرحمٰن صاحب، صدر جمعیت علمائے اسلام

مفتی شیر محمد خان صاحب، رئیس دارالافتاء دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ

مولانا محمد طیب قریشی صاحب، چیف خطیب خیبر پختونخوا

صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر صاحب، صدر ملّی یکجہتی کونسل

مولانا ڈاکٹر عطاء الرحمٰن صاحب، جامعہ اسلامیہ تفہیم القرآن مردان۔

مفتی منیب الرحمٰن صاحب، حافظ نعیم الرحمٰن صاحب، پروفیسر ساجد میر صاحب اور مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ صاحب بوجوہ شریک نہیں ہو سکے، لیکن ان کی نمائندگی بالترتیب مفتی سید حبیب الحق شاہ صاحب، جناب ڈاکٹر فرید احمد پراچہ صاحب، جناب حافظ احسان احمد ایڈووکیٹ سپریم کورٹ اور مفتی عبدالرشید صاحب نے کی۔

۳۔ علمائے کرام نے معترضہ فیصلے کے متعدد پیراگرافس پر اپنے تحفظات کا اظہار کیا اور ان کے حذف کے لیے تفصیلی دلائل دیے۔ انھوں نے اس موضوع پر اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پیش نظر رکھنے پر بھی زور دیا۔

۴۔ تفصیلی دلائل سننے کے بعد وفاق کی درخواست کو منظور کرتے ہوئے عدالت اپنے حکم نامے مؤرخہ ۶ رفروری ۲۰۲۴ء اور فیصلے مؤرخہ ۲۴ رجولائی ۲۰۲۴ء میں تصحیح کرتے ہوئے معترضہ پیراگرافس حذف کرتی ہے اور ان حذف شدہ پیراگرافس کو نظیر کے طور پر پیش ر

استعمال نہیں کیا جاسکے گا۔ٹرائل کورٹ ان پیراگرافس سے متاثر ہوئے بغیر مذکورہ مقدمے کا فیصلہ قانون کے مطابق کرے۔اس مختصر حکم نامے کی وجوہات بعد میں جاری کی جائیں گی۔

چیف جسٹس۔ جج۔ جج۔

اسلام آباد

۲۲/اگست ۲۰۲۴ء“

یہ فیصلہ علمائے کرام اور اراکینِ اسمبلی کے اتحاد واتفاق کی برکت سے سامنے آیا،جس پر حضرت مولانا فضل الرحمٰن نے پریس کانفرنس میں سب کا شکریہ ادا کیا،اور جمعہ کو یومِ تشکر کے طور پر منانے کا اعلان کیا اور ۷/ستمبر ۲۰۲۴ء کو یوم الفتح کے طور پر منانے کے لیے مینارِ پاکستان لاہور میں ایک بڑے اجتماع کی اہمیت کو واضح کیا اور پوری پاکستانی قوم کو اس میں شامل ہونے کی ترغیب دی۔

اس فیصلے پر جہاں امت مسلمہ کو خوشی حاصل ہوئی،وہاں کچھ لبرل اور قادیانی نواز لوگوں کے پیٹ میں مروڑ اٹھنے لگا،ان میں سے ایک صحافی مطیع اللہ جان نے کہا:

”چیف جسٹس قاضی فائز عیسیٰ نے علما کے سامنے ہتھیار ڈال دیے،سپریم کورٹ میں نظر ثانی کے دوران دیے گئے فیصلے کو اپنے چیمبر میں علماء کرام سے ملاقات کے بعد تبدیل کر دیا اور پھر کمرہ عدالت میں آکر وہی فیصلہ پڑھ کر سنا دیا۔سپریم کورٹ کی طرف سے پہلے ایسا غلط فیصلہ سنانے،اُسے نظر ثانی میں برقرار رکھنے،اور پھر چیمبر میں علماء کرام سے ملاقات کرنے اور وہاں ایسی غیر علانیہ ملاقات میں ایک فریق سے پوچھ کر فیصلہ لکھنے کے بعد چیف جسٹس قاضی فائز عیسیٰ،جسٹس امین الدین خان اور جسٹس نعیم افغان کو اب استعفا دے کر گھر چلے جانا چاہیے۔مذکورہ واقعات سے سپریم کورٹ اور چیف جسٹس کے عہدے کی تاریخ میں پہلی بار اتنی تذلیل کی گئی ہے۔سپریم جوڈیشل کونسل کو بھی ان تینوں ججوں کے خلاف فوری کاروائی کرنا چاہیے۔یہ ایک ماورائے عدالت معاہدہ ہے،عدالتی فیصلہ نہیں۔“

بہرحال!اچھا ہوا کہ عدالت عظمیٰ نے اس فیصلہ کی تصحیح کر لی،اس پر ہم جہاں عدالت عظمیٰ کے شکر گزار ہیں،وہاں تمام علمائے کرام،وکلاء برادری،تاجر برادری،مذہبی وسیاسی جماعتوں،مسلم عوام اور اراکینِ اسمبلی کے بھی تہہ دل سے شکر گزار ہیں کہ سب کی جدوجہد رنگ لائی اور ایک بار پھر اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ختم نبوت کا تحفظ کرنے والوں کو سرخرو اور کامیاب وکامران کیا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے ملک پاکستان کی عدالت عظمیٰ اور تمام ملکی اداروں کی حفاظت فرمائے،ان کی عزت وتوقیر میں اضافہ فرمائے،ہمارے پیارے ملک پاکستان کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدات کی حفاظت فرمائے،ملک میں امن وامان نصیب فرمائے اور معاشی واقتصادی طور پر ملک کو مستحکم و مضبوط فرمائے،آمین بجاہ سید المرسلین وخاتم النبیین!

وصلّی اللہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ سیّدنا محمّد وعلٰی آلہٖ وصحبہٖ أجمعین

ربیع الاوّل اور عشقِ نبوی کے تقاضے

دراصل جو چیز ضروری ہے وہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے حقوق کو پہچاننا اور ان کی ادائیگی کے لئے سارے سال بلکہ ساری زندگی محنت کرنا ہے

مولانا محمد سلمان بجنوری

ربیع الاوّل کا مہینہ آگیا ہے اور اس ماہ مبارک میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت طیبہ کی مناسبت سے اظہار عقیدت ومحبت کا سلسلہ بھی جاری ہوچکا ہے۔ اگر صرف سیرت کے موضوع پر منعقد ہونے والے جلسوں کا جائزہ لیا جائے تو بلاخوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ دنیا میں کسی موضوع پر اتنی بڑی تعداد میں بیانات اور جلسے نہیں ہوتے ہوں گے جتنے سیرتِ نبویؐ کے موضوع پر ہوتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بلاشبہ تقاضائے ایمان؛ بلکہ شرط تکمیل ایمان ہے، جس کا اظہار بھی لازم ہے؛ لیکن اس کیلئے سال کے متعینہ ایام میں جلسے جلوس یا دیگر مظاہر عقیدت کا اہتمام قطعاً کافی نہیں ہے اور اگر خلاف سنت ہو تو درست بھی نہیں ہے؛ بلکہ دراصل جو چیز ضروری ہے وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کو پہچاننا اور ان کی ادائیگی کیلئے سارے سال بلکہ ساری زندگی محنت کرنا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ہم لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کا موضوع بڑی حد تک نظر انداز کر رکھا ہے، جبکہ قرآن وحدیث میں بڑی اہمیت کے ساتھ اس کو بیان کیا گیا ہے اور علماء امت نے کتب حدیث وسیرت میں بھی اس موضوع کا حق ادا کیا ہے چنانچہ اس موضوع پر تسلسل کے ساتھ کتابیں لکھی ہیں۔ اس سلسلے میں جس کتاب کو بجا طور پر شہرت دوام حاصل ہے وہ قاضی عیاض مالکیؒ متوفی ۵۴۴ھ کی ''الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم'' ہے۔ دو جلدوں پر مشتمل یہ کتاب اپنے موضوع پر سند اور مرجع کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کے بعد بھی اس موضوع پر کئی علمی کام سامنے آئے ہیں، بالخصوص ماضی قریب میں جب دشمنان اسلام کی جانب سے توہین رسالت کے واقعات پے درپے پیش آئے تو علماء کرام نے امت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کی ادائیگی پر نئے سرے سے متوجہ کرنے کی کوششیں کی ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان سطور میں اس مبارک ووسیع موضوع پر کسی تفصیلی اظہار خیال کا امکان نہیں ہے؛ لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موضوع کی کتابوں میں جو حقوقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کئے گئے ہیں ان میں سے نمایاں حقوق کا تذکرہ اجمالی انداز سے کردیا جائے۔ ان حقوق کی تعداد اور ترتیب مختلف کتب میں الگ الگ ہے اور قرآن وحدیث میں بھی یہ متفرق طور پر بیان ہوئے، سردست ان میں سے دس حقوق کی فہرست پیش کی جاتی ہے:

ال اِیمان بہ: یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا۔ یہ آپ کا سب سے پہلا حق ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ اللہ رب العزت کی طرف سے جو کچھ بھی لے کر آئے اس کے ہر ہر جز کی تصدیق کرنا اور اس پر یقین رکھنا، نیز آپ کی رسالت کو ساری دنیا کے لئے عام سمجھنا اور ذرہ برابر بھی شک وشبہ کے بغیر آپ ﷺ کو آخری پیغمبر تسلیم کرنا۔

محبتہ: اس فہرست کا دوسرا حق ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ دنیا کے تمام لوگوں سے، اپنے والدین سے، اپنی اولاد سے اور خود اپنی ذات سے جو محبت ہے اس سے بڑھ کر آپ ﷺ سے محبت کرنا۔ اس کے بغیر کسی بھی مسلمان کا ایمان کامل نہیں ہوسکتا۔

اتباع: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنا یعنی اپنی زندگی کے ہر عمل میں طریقۂ نبویؐ کو اختیار کرنا، اپنی ہر خواہش کو شریعت کے تابع کردینا اور عقائد، عبادات، معاملات، اخلاق اور معاشرت میں اپنے آپ کو سنتِ نبویؐ کے سانچے میں ڈھال لینا۔

توقیرہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب کرنا، یہ بھی اُمت پر آپ کا حق ہے اور یہ بھی قرآن وحدیث میں وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ

اقدس اور آپ ﷺ سے نسبت رکھنے والی تمام شخصیات اور اشیاء کا دل سے احترام داخل ہے جس کی مثالیں حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے عملی نمونوں میں نمایاں ہیں۔

الصلاۃ علیہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا، یہ بھی آپ ﷺ کا ایک اہم اور لازمی حق ہے جس کی تاکید قرآنی آیات سے لے کر احادیث شریفہ تک پُرزور انداز میں بیان کی گئی ہے۔

الذب عنہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرنا: یہ بھی آپ ﷺ کا ایک لازمی حق ہے بالخصوص ان اوقات میں جب دشمنانِ دین و انسانیت کی جانب سے آپ ﷺ کی اہانت کا جرم سامنے آئے تو اس کے جواب میں، دوسرے مذہبی پیشواؤں کے ساتھ بے ادبی کے بغیر، نہایت مثبت طریقے سے آپ ﷺ کا دفاع کرنا اس امت کا فریضہ ہے۔

النصر لدینہ: آپ ﷺ کے دین کی مدد کرنا، اس میں دین کی تائید و تقویت اور نشر و اشاعت کی تمام کوششیں شامل ہیں۔

محبۃ أہل بیتہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے محبت کرنا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اہل بیت اطہار یعنی آپ ؐ کی ذریت مطہرہ اور ازواجِ مطہرات سے محبت بھی آپ ﷺ کا حق اور ایمان کا تقاضا ہے اور اس میں بھی کوتاہی کرنا، بڑی محرومی کی بات ہے۔

محبۃ صحابتہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرامؓ سے محبت کرنا، یہ بھی آپ ہی کے حقوق میں آتا ہے؛ اس لئے کہ حدیث کی رُو سے صحابہؓ کی محبت بھی حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیاد پر ہوتی ہے اور صحابہ سے دل میں بغض یا میل رکھنا، آپ ﷺ سے بغض کی علامت ہے۔

موالاۃ أولیاءٗ بغض أعداءٗ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والوں سے رشتہ استوار رکھنا اور آپ کے دشمنوں سے بغض رکھنا۔ ایک بار پھر عرض ہے کہ آپ ﷺ سے محبت کرنے والوں کی بنیادی پہچان اتباعِ سنت ہے۔

یہ دس امور کی ایک مختصری فہرست ہے جو اس وقت اختصار کے ساتھ پیش کی گئی ہے، ان میں ہر ایک جزو پر قرآن وحدیث کے واضح دلائل موجود ہیں۔ امت مسلمہ اگر اپنے حال و مستقبل کو درست کرنے اور رکھنے کے معاملے میں واقعی سنجیدہ ہے تو اسے اپنی خواہشات یا رسوم ورواج کو خیر باد کہہ کر سنت کے اس راستے پر آنا چاہئے اور اپنے اور انسانیت کے سب سے بڑے محسن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ بالا حقوق کی ادائیگی کے لئے کمربستہ ہوجانا چاہئے۔ یاد رہے کہ محبت کا زبانی اظہار کافی نہیں، عملی مظاہرہ بھی ضروری ہے جس کے لئے آپؐ کے حقوق کو جاننا شرط اول ہے۔

☆☆ .... ☆☆

تحفظ ختم نبوت کانفرنس، شاہ فیصل کالونی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع کورنگی کے زیر اہتمام ۲۷ راگست بروز منگل بعد نماز مغرب تحفظ ختم نبوت کانفرنس ملک عظیم کی قدیم دینی درسگاہ جامعہ حمادیہ شاہ فیصل کالونی میں منعقد ہوئی جس میں ملک بھر سے مہمان حضرات نے شرکت کی۔ کانفرنس میں تلاوت کلام پاک مولانا حذیفہ نے کی، نعت محمد عبداللہ نے پیش کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع کورنگی کے مبلغ مفتی محمد عادل غنی نے کانفرنس کے مقاصد بیان کیے۔ جامعہ کے مہتمم حضرت مولانا قاسم عبداللہ مدظلہ کے صاحبزادے مولانا حماد قاسم نے ختم نبوت پر بیان کیا۔ نماز عشاء کے متصل دوسری نشست کا آغاز ہوا، تلاوت قاری محمد جواد یاسین نے کی، نعت حافظ عبداللہ عبدالقادر اور مولانا حافظ محمد شاہ رخ نے پیش کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدنی صاحب نے موجودہ فتنوں کے حوالے سے بہت اہم گفتگو کی۔ عالمی مجلس تحفظ نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا قاضی احسان احمد کا بیان ہوا، آپ نے اپنے خطاب کے بعد نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد مدظلہ کو دعوت خطاب دی، آخری خطاب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ کا ہوا اور انہی کی دعا پر کانفرنس کا اختتام ہوا۔ نقابت کے فرائض شاہ فیصل ٹاؤن کے ذمہ دار مولانا اشفاق نے انجام دیئے۔ علماء کرام حضرات میں مولانا شفیق الرحمٰن کشمیری، مولانا عبدالقیوم ہزاروی، شیخ الحدیث مولانا محمد انور جامعہ فاروقیہ، مولانا زر محمد جامعہ فاروقیہ، مولانا اختر شاہ، جامعہ فیض الاسلام مولانا مفتی شبیر احمد امام وخطیب جامعہ مسجد گل فشاں، مولانا فیض الرحمٰن عابد، جنرل سیکریٹری جمعیت علماء اسلام ضلع کورنگی مولانا زکریا مسؤل وفاق المدارس العربیہ ملیر، مولانا محمد علی، مولانا محمد الیاس، مولانا شہزاد احمد خان، مولانا فواد، مولانا رشید احمد پراچہ، مفتی بلال نقشبندی، مولانا اشفاق، مفتی تنویر، مولانا رشید احمد اعظمی، مولانا عبداللہ، میاں مظہر اور علاقے کے ایس ایچ او گل حسن، اسسٹنٹ ڈی سی کورنگی امان اللہ نے خصوصی طور پر اس اجلاس میں شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ تمام حضرات کی شرکت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ذریعہ بنائے، آمین یا الٰہ العالمین۔ (رپورٹ: مفتی محمد عادل غنی)

ماہ ربیع الاول..... کچھ کر گزریئے

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

اللہ رب العزت نے عام انسانوں کی ہدایت کے لیے انبیاء ورسل کو مبعوث فرمایا، انہیں معصوم بنایا، یعنی گناہوں کے ارتکاب سے ان کی حفاظت کی، پھر ان کی زندگی کو نمونہ بنا کر ان کی پیروی کا حکم دیا گیا، تمام انبیاء کی شریعتیں منسوخ ہوگئیں اور اب اسلام وہ ہے جو آقا صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے، یہ اسلام قیامت تک باقی رہے گا کوئی نیا نبی ورسول نہیں آئے گا، اس لیے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، اب ہر معاملات ومسائل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اسوہ اور نمونہ ہے، اور اسی پر چل کر انسان کامیابی وکامرانی حاصل کرسکتا ہے، فلاح دارین اسی میں ہے، دنیا بھی بنے گی اور آخرت بھی، ہمارا ایمان، یقین اور عقیدہ ہے کہ مثالی شخصیت صرف آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے، دوسرا کوئی نہیں، دوسرے کسی کی اگر ہم مانتے ہیں تو اس لیے کہ وہ اللہ کے احکام کے مطابق حکم دیتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے پر خود بھی چلتا ہے اور دوسروں کو بھی تلقین کرتا ہے۔ اللہ رب العزت سے محبت کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ پوری زندگی سنت کے مطابق گذاری جائے اور اتباع رسول کو زندگی کا نصب العین بنالیا جائے۔

ربیع الاول کا مہینہ آگیا ہے، یہ اسلامی سال کا تیسرا مہینہ ہے، ربیع کے معنی عربی میں بہار کے آتے ہیں، اس کا پہلا حصہ وہ ہوتا ہے جس میں خزاں رسیدہ پیڑ پودوں پر ہریالی آتی ہے، درخت پتوں کا لباس پہنتے ہیں، غنچے چٹکتے ہیں، پھول کھلتے ہیں، اسی مناسبت سے عرب موسم بہار کے آغاز کو ربیع الاول کہتے ہیں، دوسرا دور وہ ہوتا ہے جب پھل پکنے لگتے ہیں اور ان کی خوشبو مشام جان کو معطر کرنے لگتی ہے، عرب اسے بھی موسم بہار سے تعبیر کرتے ہیں، لیکن یہ ربیع الثانی ہوتا ہے۔

اس مہینہ میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت اس بات کا اشارہ تھا کہ اب دنیا میں باد بہاری چلے گی، خزاں رسیدہ انسانیت میں روح پھونکی جائے گی، دنیا کو ظلمت وجہالت سے نجات ملے گی اور قتل وغارت گری کا بازار سرد پڑے گا۔ چنانچہ اس مہینے کی ۹ر تاریخ، اپریل ۵۷۰ء میں بروز سوموار آقا صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے، سسکتی اور بلکتی انسانیت کے لیے سکون اور امن کا پیام لائے، اس مہینہ کی عظمت ہمارے دلوں میں اسی وجہ سے ہے، چیزیں نسبتوں سے ممتاز ہوتی ہیں، اس مہینہ کو آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خاص نسبت ہے، ایسی نسبت جسے ہم نظر انداز نہیں کرسکتے۔ اس مہینہ میں ولادت باسعادت کے علاوہ دوسرے اہم واقعات بھی ہوئے، اسی ماہ میں آپ نے ہجرت کا سفر کیا اور مدینہ منورہ تشریف لے گئے، اذان کی ابتدا ہوئی، غزوہ بنی نضیر اور غزوۃ دومۃ الجندل اسی مہینہ میں پیش آیا، جس میں مشرکین جنگ کے بغیر فرار ہوگئے، اسی ماہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف فرمانرواؤں کو دعوتی خطوط ارسال کیے، قبائل تہامہ نے اسلام قبول کیا اور اسی مہینہ کی بارہ تاریخ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا سانحہ پیش آیا۔

ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ مسلمانوں کو بھی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد ربیع الاول کے مہینے میں آتی ہے، اور وہ صرف بارہ ربیع الاول تک، بارہ ربیع الاول گزرا اور محبت کی ساری گرمی، سردی میں بدل جاتی ہے، پھر اس مہینے میں بھی مسلمان محبت رسول کے نام پر جو کچھ کرتے ہیں، اس کا کوئی ثبوت نہ تو حیات مبارکہ میں ملتا ہے، نہ ہی تابعین اور تبع تابعین کے دور میں، یہ بعد کی ایجاد ہے اور اس میں بہت سارے امور غیر شرعی انجام دیے جاتے ہیں، جو محبت رسول کے خلاف ہے، جیسے ڈی جے پر گانے، نوجوانوں کا رقص، اس درمیان آنے والی نمازوں سے غفلت وغیرہ۔

ہمیں اس ماہ اور موقع کو اللہ ورسول کی مرضیات کے مطابق گزارنا چاہیے، ہمارا حال یہ

ہے کہ ہم میں سے بیش تر نے سیرت پاک کا مطالعہ نہیں کیا ہے، میں تقریر کرنے اور سننے کی بات نہیں کرتا، مطالعہ کی بات کرتا ہوں، مکمل حیات مبارکہ کے مطالعہ کی بات، حیات مبارکہ کی جانکاری نہ ہو تو اپنی زندگی کو اس نمونہ پر کیسے ڈھالا جا سکتا ہے، اس لیے اس ماہ مبارک میں ہماری کوشش ہونی چاہیے کہ از اول تا آخر پیدائش سے لے کر وفات تک آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کا مطالعہ کریں، اس کے لیے کوئی معتبر کتاب خواہ مختصر ہو یا مطول، اپنے ذوق کے مطابق منتخب کر کے مطالعہ شروع کر دیں، مختصر کتاب میں رحمت عالم بھی ہو سکتی ہے اور علامہ شبلی، مولانا سید سلیمان ندوی کی سیرت النبی بھی، مولانا ابو البرکات دانا پوری کی اصح السیر بھی ہو سکتی ہے اور مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کی سیرت المصطفی بھی، اپنی پسند کے اعتبار سے از اول تا آخر مطالعہ کیجئے، حیات مبارکہ کے مختلف واقعات وحوادثات سے نتائج اخذ کیجئے اور اپنی زندگی کو اس راہ پر ڈال دیجئے، سیرت کا مطالعہ آپ کی زندگی کی بہت ساری الجھن اور پریشانی کے حل کا ذریعہ بن جائے گا۔

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت کا بڑا ذریعہ درود شریف کا کثرت سے اہتمام ہے، ہمارے یہاں درود شریف یا تو نماز کے قعدہ اخیرۃ میں پڑھی جاتی ہے یا آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر منعقد جلسوں میں، جو نماز سے محروم ہیں، دینی جلسوں سے جنہیں نفور ہے، انہیں سالہا سال درود شریف پڑھنے کی نوبت نہیں آتی، درود شریف پڑھنے کے طریقوں پر جھگڑے ہوتے ہیں، لیکن درود شریف پڑھنے کی توفیق نہیں ہوتی، ماہ ربیع الاول آ گیا ہے کیوں نہ اس ماہ میں درود شریف اس کثرت سے پڑھیں کہ یہ عبادت سے گذر کر ہم لوگوں کی عادت بن جائے، جب کسی چیز کی عادت ہو جاتی ہے تو اس کے بغیر چین نہیں آتا، ایک ماہ کی اس مشق سے ہمیں درود شریف کثرت سے پڑھنے کی عادت پڑ سکتی ہے، پھر سال بھر یہ ہمارے معمول کا حصہ بن جائے گا، اس سے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت بھی نصیب ہوگی، حوض کوثر پر پیالہ بھی ملے گا اور شفاعت کے بھی ہم حقدار ہوں گے، فائدہ ہی فائدہ ہے اور نفع ہی نفع۔

اس ماہ میں ہم سوشل میڈیا کا استعمال کر کے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر احادیث کو دوسروں تک پہونچا سکتے ہیں، یہ دوسرے آپ کے دوست بھی ہو سکتے ہیں، مسلم بھی اور غیر مسلم بھی، اگر ہم پورے التزام سے مہینہ بھر اس کام کو کریں تو ہم بہتوں کی غلط فہمی دور کر سکیں گے اور بہتوں کو خیر کے کاموں پر ابھار سکیں گے، مثلاً لوگوں میں اچھا وہ ہے جو لوگوں کے لیے نفع بخش ہو، راستہ سے تکلیف دہ چیزوں کا ہٹانا صدقہ ہے، لایعنی باتوں اور فضول بحثوں میں نہ پڑو، سلام کو رواج دو، حسد مت کرو، بغض مت رکھو، بھائی بھائی بن کر رہو، اعمال کا مدار نیتوں پر ہے، دین آسان ہے، نظر بد حق ہے، حیا ایمان کا حصہ ہے، جلد بازی شیطان کا کام ہے، نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے، پاکی آدھا ایمان ہے، جو خاموش رہا اس نے نجات پائی، مُردوں کی برائی مت کرو، کسی نیکی کو حقیر نہ کہو وغیرہ آپ کر کے دیکھیں، اس کے بہت سارے فوائد آپ کے مشاہدے میں آئیں گے۔

تجربہ سے معلوم ہوا کہ عصری درسگاہوں میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ وطالبات میں اسلامی معلومات کی کمی ہوتی ہے، سیرت پاک کے حوالہ سے بھی ان کی معلومات عموماً سطحی ہوتی ہیں، اس لیے اس ماہ میں طلبہ وطالبات کے لیے الگ الگ سیرت کوئز، مقابلوں کا انعقاد کرنا چاہیے، مدارس اسلامیہ کے طلبہ کے لیے بھی الگ سے مسابقاتی پروگرام ہونے چاہیے، کامیاب طلبہ وطالبات کو اچھا انعام دیا جائے؛ تاکہ ان کی حوصلہ افزائی ہو اور آئندہ سیرت پاک کے بارے میں زیادہ جاننے کا شوق پیدا ہو، ان مسابقوں کی جماعت بندی ان کی عمر اور درجات کے اعتبار سے ہو تو زیادہ بہتر ہے، ورنہ بعض اچھے طلبہ کی حق تلفی کا امکان ہے۔

کوشش یہ بھی کی جائے کہ اس ماہ میں ہماری مجلسی گفتگو کا موضوع بھی سیرت پاک ہی ہو، اس سے عوامی بیداری آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو جاننے، سمجھنے کی پیدا ہوگی، اور عمل کا ماحول بنے گا، جن حضرات کو اللہ تعالیٰ نے صاحب قلم بنایا ہے، وہ سیرت پاک کے مختلف گوشوں پر آسان زبان میں صحیح معلومات لوگوں تک پہونچانے کا کام کریں، اس سے خود ان کو بھی مطالعہ کی توفیق مل جائے گی اور اشاعت کے بعد قارئین کے لیے بھی فائدہ مند ہوگا، اس عمل سے بھی ایک ماحول بنے گا اور ہمارے لیے ممکن ہوگا کہ صحیح معلومات پر عمل کر کے اپنی دنیا وآخرت سنبھال لیں، کمر ہمت کس لیجئے، ہمت مرداں مدد خدا، اللہ رب العزت کا ارشاد ہے، انسان کو کوشش کے بقدر ہی ملتا ہے۔

☆☆ .... ☆☆

مسجد اقصیٰ......فضائل ومناقب!

مولانا محمد اسلم معاویہ، ڈیرہ اسماعیل خان

"عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ، فَقَالَ: "اعْدُدْ سِتًّا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ: مَوْتِي، ثُمَّ فَتْحُ بَيْتِ المَقْدِسِ، ثُمَّ مُوْتَانٌ يَأْخُذُ فِيكُمْ كَقُعَاصِ الغَنَمِ، ثُمَّ اسْتِفَاضَةُ المَالِ حَتَّى يُعْطَى الرَّجُلُ مِائَةَ دِينَارٍ فَيَظَلُّ سَاخِطًا، ثُمَّ فِتْنَةٌ لاَ يَبْقَى بَيْتٌ مِنَ العَرَبِ إِلَّا دَخَلَتْهُ، ثُمَّ هُدْنَةٌ تَكُونُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِي الأَصْفَرِ، فَيَغْدِرُونَ فَيَأْتُونَكُمْ تَحْتَ ثَمَانِينَ غَايَةً، تَحْتَ كُلِّ غَايَةٍ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا۔"

(صحيح البخاري: بَابُ مَا يُحْذَرُ مِنَ الغَدْرِ: 3176 المصنف في الأحاديث والآثار: 37383, مسند أحمد: 21992, المستدرك على الصحيحين)

ترجمہ: حضرت عوف بن مالکؓ کہتے ہیں کہ میں غزوۂ تبوک کے موقع پر نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، جب کہ آپ ﷺ چمڑے کے ایک خیمے میں تشریف فرما تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: "قیامت سے پہلے چھ نشانیاں (ہوں گی انہیں) شمار کرلو ایک میری وفات، دوسری بیت المقدس کی فتح، تیسری وَبا تم میں اس طرح پھیلے گی، جیسے بکریوں کی بیماری قُعاص پھیلتی ہے، چوتھی مال کی اس قدر فراوانی کہ اگر کسی کو سو اشرفیاں دی جائیں گی تو بھی خوش نہیں ہوگا، پانچویں ایک فتنہ جس سے عرب کا کوئی گھر نہیں بچے گا، چھٹی نشانی وہ صلح جو تمہارے اور رومیوں کے درمیان ہوگی، وہ بدعہدی کریں گے اور اسی (80) جھنڈے لے کر تم سے لڑنے آئیں گے اور ہر جھنڈے کے تلے بارہ ہزار فوج ہوگی۔"

بیت المقدس کی فکراً و اعتقاداً فتح:

امام الانبیاء ﷺ نے بیت المقدس کو معراج کی رات نبیوں کی امامت کرا کے فکراً و اعتقاداً فتح کرلیا تھا، البتہ عملاً حضرت عمرؓ کے دور میں فتح ہوا، اور مذکورہ بالا بشارت اس وقت پوری ہوئی، جب حضرت عمرؓ نے اپنی فوجوں کو شام سے بیت المقدس کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر الفاروقؓ کے ذریعے ابتدائے اسلام میں بیت اللہ تعالیٰ کے دروازے کھلوائے اور آپ کے دورِ خلافت میں بیت المقدس کے دروازے اُمتِ مسلمہ پر کھلوائے۔

خلیفہ اول حضرت ابوبکرؓ فتح قدس کے بڑے داعی اور مشتاق تھے، حضرت خالد بن ولیدؓ کو لکھا تھا: "مجاہدین کو جلدی شام کی طرف بھیجو؛ بیت المقدس کی ایک بستی، اللہ تعالیٰ فتح کرادے، وہ میرے نزدیک عراق کے ایک بڑے علاقے کی فتح سے زیادہ پسندیدہ ہے۔"

(فلسطین عہد رسالت میں/196)

فاروق اعظمؓ بحیثیت فاتح بیت المقدس:

خلیفہ اول حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ نے خلافت کی ذمہ داریوں کو سنبھالنے کے بعد اسلامی عساکر کی تنظیم نو کی اور انہیں مختلف احکام دیتے رہے، ان دنوں شام میں اسلامی لشکر کے کمانڈر جنرل حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح تھے، ان کے ماتحت جہاں اور کمانڈر تھے وہاں حضرت عمرو بن العاصؓ بھی تھے۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے انہی دنوں اجنادین کو فتح کیا اور رفح (قریب مصر) غزہ، سبط، نابلس، لد، عمواس، جبرون، یافا کو فتح کرنے کے بعد بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوئے۔

فاتح بیت المقدس کی علامت:

تو رومی ارطبون نے حضرت عمرو بن العاص کے نام خط لکھا کہ "واللہ! اجنادین کے بعد اب فلسطین کا کوئی علاقہ تم فتح نہیں کرسکتے، لوٹ جاؤ، دھوکے میں نہ رہو۔ (وإنما صاحب الفتح رجل اسمه على ثلاثة أحرف، فعلم عمرو أنه عمر) فلسطین کے اصلی فاتح کا نام تین حروف پر مشتمل ہے۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے جان لیا کہ اس سے مراد حضرت عمرؓ ہیں، چنانچہ حضرت عمرؓ کو خط لکھ کر اطلاع دی کہ فتح آپ کی منتظر ہے۔ حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح کے ساتھ بھی نصاریٰ کے عمائدین ملاقاتیں کر رہے تھے اور درخواست کر رہے تھے کہ امیر المؤمنین خود آکر ہمارے ساتھ صلح کا معاہدہ کریں۔

حضرت عمرؓ نے مدینہ منورہ میں صحابہ کرام کی مشاورت طلب کی تو علی المرتضیٰؓ چند اور صحابہ کرام ؓ نے سفر بیت المقدس کا مشورہ دیا۔ حضرت عمرؓ مدینہ میں حضرت علیؓ کو اپنا نائب (کئی بار نائب بنایا ☆ چشمہ صراء جاتے ہوئے (المنتظم: 4/92)، ☆ جابیہ جاتے ہوئے۔ (فتح الباری: 4/87)، ☆ 23ھ ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن کو حج کراتے ہوئے۔ (المنتظم: 4/327، فتح الباری: 4/87) مقرر کیا اور سادگی کے ساتھ بیت المقدس کو روانہ ہو گئے، حدود شام میں داخل ہوئے تو بیت المقدس کو بائیں طرف چھوڑتے ہوئے شمال کی جانب سیدھے ''جابیہ'' کی طرف اپنے سفر کو جاری رکھا۔

یہودی کی گواہی:

ایک یہودی نے راستے میں آپ کو دیکھا تو اپنی مذہبی روایات کی بنا پر پہچان لیا اور کہنے لگا:

عَنْ سَالِمٍ قَالَ: لَمَّا دَخَلَ عُمَرُ الشَّامَ تَلَقَّاهُ رَجُلٌ مِنْ يَهُودِ دِمَشْقَ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا فَارُوقُ، أَنْتَ صَاحِبُ إِيلِيَاءَ، لَا وَاللهِ لَا تَرْجِعُ حَتَّى يَفْتَحَ اللهُ عَلَيْكَ إِيلِيَاءَ۔ (البداية والنهاية 9\655 فَتْحُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، تاريخ الطبري)

'' آپ پر سلام ہو! اے فاروق! تم ہی بیت المقدس کے فاتح ہو، ایلیاء کو فتح کئے بغیر نہیں لوٹو گے۔''

جابیہ میں حضرت عمرؓ اپنے کمانڈروں سے مشاورت کے بعد بیت المقدس کو روانہ ہوئے، اس سفر میں حضرت عمرؓ کا لباس پھٹ چکا تھا، آپؓ نے تھوڑی دیر کے لئے دوسرا لباس زیب تن کیا، جب لباس دُھل گیا اور اس کی پھٹے حصوں کو سی لیا گیا تو وہی پرانے پیوند لگے لباس کو پہن کر آپ عمائدین نصاریٰ اور بطریق ''صفرونیوس'' (Sophronius) سے ملے۔ قدس کے نصاریٰ حضرت عمرؓ کی سادگی کو دیکھتے ہی دنگ رہ گئے۔

معاہدۂ عمریہ:

حضرت عمرؓ نے بیت المقدس کے نصاریٰ کے ساتھ ایک معاہدہ کیا، جو ''معاہدہ عمریہ'' کے نام سے مشہور ہے۔ اس معاہدہ کا تفصیلی متن یہ ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

هذا ما أعطى عبد الله عمر أمير المؤمنين أهل إيلياء من الأمان أعطاهم أمانا لأنفسهم وأموالهم ولكنائسهم وصلبانهم وسقيمها وبريئها وسائر ملتها أنه لا تسكن كنائسهم ولا تهدم ولا ينتقص منها ولا من حيزها ولا من صليبهم ولا من شيء من أموالهم ولا يكرهون على دينهم ولا يضار أحد منهم ولا يسكن بإيلياء معهم أحد من اليهود وعلى أهل إيلياء أن يعطوا الجزية كما يعطي أهل المدائن وعليهم أن يخرجوا منها الروم واللصوت فمن خرج منهم فإنه آمن على نفسه وماله حتى يبلغوا مأمنهم ومن أقام منهم فهو آمن وعليه مثل ما على أهل إيلياء من الجزية ومن أحب من أهل إيلياء أن يسير بنفسه وماله مع الروم ويخلي بيعهم وصلبهم فإنهم آمنون على أنفسهم وعلى بيعهم وصلبهم حتى يبلغوا مأمنهم ومن كان بها من أهل الأرض قبل مقتل فلان فمن شاء منهم قعدوا عليه مثل ما على أهل إيلياء من الجزية ومن شاء سار مع الروم ومن شاء رجع إلى أهله فإنه لا يؤخذ منهم شيء حتى يحصد حصادهم وعلى ما في هذا الكتاب عهد الله وذمة رسوله وذمة الخلفاء وذمة المؤمنين إذا أعطوا الذي عليهم من الجزية شهد على ذلك خالد بن الوليد وعمرو بن العاص وعبدالرحمن بن عوف و معاوية بن أبي سفيان.

(تاريخ الطبري:4\159 ذكر بيت المقدس ، الأنس الجليل بتاريخ القدس والخليل:1\254 حج أبى بكر الصديق رَضِيَ الله عَنهُ بِالنَّاسِ، تاريخ الخلفاء الراشدين الفتوحات والإنجازات السياسية: جز 1/274 محمد سهيل طقوش، الجامع الصحيح للسيرة النبوية: جز 4/1754، الأستاذ الدكتور سعد المرصفي، الرسول صلی اللہ علیہ وسلم: جز 20/133 سعيد حوى، بائبل سے قرآن تک: 3/363 صلح بیت المقدس کا معاہدہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ وہ امان ہے جو اللہ کے بندے عمر امیر المؤمنین نے ایلیاء والوں کو دیا ہے، ان کی جانیں بھی محفوظ رہیں گی، اور ان کے عبادت خانے بھی اور صلیبیں بھی، خواہ وہ اچھی حالت میں ہوں یا بری حالت اور پوری قوم کے لئے امان ہوگی، ان کے عبادت خانوں میں نہ سکونت اختیار کی جائے، نہ ان کو گرایا جائے، نہ توڑا جائے اور کسی قسم کا نقصان نہ پہنچایا جائے، نہ عبادت خانوں کو نہ صلیبوں کو نہ ان کے کسی مال کو اور نہ ان کے اپنے دین پر چلنے میں کوئی مزاحمت کی جائے اور نہ کسی قسم کی مضرت پہنچائی جائے گی، نہ ایلیاء میں کوئی یہودی رہنے پائے، ایلیاء والوں پر اس کے عوض میں، اہل مدائن کی

طرح جزیہ ادا کرنا واجب ہوگا۔ نیز ان کے ذمہ ضروری ہوگا کہ وہ اپنے شہر سے رومیوں اور ڈاکوؤں کو نکال باہر کریں، پھر جو ان میں سے نکلے گا اس کی جان و مال کی اس وقت تک حفاظت کی جائے گی جب تک وہ اپنی جائے پناہ تک نہ پہنچ جائے، اور جو ان میں سے قیام کریں گے ان کو امن حاصل رہے گا، اور ان پر دوسرے باشندگان ایلیاء کی طرح جزیہ واجب ہوگا، نیز ایلیاء والوں میں سے اگر کوئی رومیوں کے ساتھ مع اپنے مال کے جانا پسند کرے اور اپنے عبادت خانے اور صلیبیں چھوڑ دے تو ان کی جانوں اور گرجوں اور صلیبوں کے لئے امن حاصل ہوگا، جب تک وہ اپنے ٹھکانے پر نہ پہنچ جائیں، اس کے علاوہ وہ دوسری قومیں جو ایلیاء میں ہیں ان میں سے جو وہاں رہنا چاہے اس پر بھی دوسرے باشندوں کی طرح جزیہ واجب ہوگا، اور جس کا دل چاہے اپنے ملک کو واپس چلا جائے، ایسے لوگوں سے کچھ نہیں لیا جائے گا، جب تک کہ ان کی کھیتیاں نہ کٹیں گی، اس خط میں جو عہد لکھا گیا ہے وہ خدا اور رسول ﷺ کا عہد اور ذمہ داری ہے اور اس کے رسول ﷺ کے خلفائے اور سارے مسلمانوں کی، جب کہ یہ لوگ مقررہ رقم جزیہ کی ادا کردیں، صحابہ میں سے اس پر خالد بن ولیدؓ اور عمرو بن العاصؓ اور عبدالرحمن بن عوفؓ اور معاویہ بن ابی سفیانؓ گواہی دیتے ہیں۔ (بائبل سے قرآن تک:3/363 صلح بیت المقدس کا معاہدہ)

مقدس چٹان (صخرۂ مقدسہ):

معاہدہ طے ہوجانے کے بعد حضرت عمرؓ نے مسجد میں جاکر محراب داؤد کے پاس دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کی۔ [حِینَ دَخَلَ بَیْتَ الْمَقْدِسِ، فَصَلّٰی فِیْهِ تَحِیَّةَ الْمَسْجِدِ بِمِحْرَابِ دَاوٗدَ] (البدایۃ والنہایۃ)

قبلہ اوّل یعنی صخرۂ مقدسہ کو رومیوں نے گندگی اور نجاست کا ڈھیر بنا رکھا تھا وجہ صرف یہ تھی کہ یہ یہودیوں کا قبلہ تھا، عیسائی یہودیوں کو اذیت دینے کے لئے یہ حرکت کیا کرتے تھے۔

حضرت عمر فاروقؓ مقدس چٹان کو تلاش کرنے لگے تو حضرت کعب احبار نے جو ایک یہودی عالم تھے اور انہی دنوں مسلمان ہوئے تھے۔ آپ کو اشارے سے بتایا کہ صخرۂ مقدسہ یہاں ہے۔ ساتھ ہی تجویز پیش کی کہ نئی مسجد اس طرح تعمیر کرائیں کہ محراب صخرہ کے پیچھے ہوتا کہ ایک ہی وقت میں یہاں کے نمازی کعبہ کے ساتھ ساتھ قبلہ اوّل کا رخ بھی کرسکیں مگر حضرت عمرؓ نے اسے ناپسند کیا اور مقدس چٹان کے آگے اس طرح مسجد بنانے کا حکم دیا کہ نمازیوں کا رخ کعبہ کی طرف اور پشت صخرۂ مقدسہ کی طرف رہے تاکہ یہودیوں سے مشابہت کا کوئی ذرا سا بھی امکان نہ رہے۔

فتح بیت المقدس کے موقع پر پہلی اذان اور پہلی امامت:

جب نماز کا وقت ہوا تو حضرت عمرؓ نے اذان کے لئے حضرت بلالؓ سے فرمایا: بلال! اللہ آپ پر رحم فرمائے اذان دو، حضرت بلالؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم امیر المؤمنین میں نے ارادہ کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اذان نہیں دوں گا لیکن آپ کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے اس ایک نماز کی اذان دیتا ہوں، جب حضرت بلالؓ نے اذان شروع کی تو ان کی آواز کو سن کر صحابہ کرامؓ نے فراق نبوت میں رونا شروع کردیا، روئے اور بہت شدید روئے، اور صحابہ کرامؓ کو اس دن سے زیادہ روتے ہوئے نہیں دیکھا گیا، حضرت ابوعبیدہ و حضرت معاذ بن جبلؓ اتنا روئے کہ حضرت عمرؓ کو کہنا پڑا، بس کرو۔ اللہ تم دونوں پر رحم کرے۔ (السیرۃ الحلبیۃ:140/2)

پھر حضرت عمرؓ نے تمام مسلمانوں کو صبح کی نماز پڑھائی اور نماز میں سورۂ ص اور سورۂ بنی اسرائیل کی تلاوت کی تھی اور سامنے مسجد تعمیر کی گئی جو آج تک ''مسجد عمر'' کے نام سے مشہور ہے۔ اسی کو مسجد اقصیٰ کہا جاتا ہے۔ (تاریخ اُمت مسلمہ:1/559)

اسی مسجد کو ''الجامع القبلی'' بھی کہتے ہیں، مسجد کا یہ حصہ پورے احاطہ اقصیٰ میں قبلہ (مکہ) کی جانب سب سے پہلے آتا ہے، یہ پرانی عمارت ہے، جس پر سرمئی رنگ کا گنبد ہے، پورے احاطہ میں مسجد قبلی اصل نماز گاہ ہے، اس کے اندر امام خطبہ دینے کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور یہی ہال ہے جس میں مرد پانچ وقت نماز پڑھتے ہیں۔ یہ جامع مسجد قبلی عین اس جگہ تعمیر ہوئی جہاں امیر المؤمنین حضرت عمرؓ نے فتح بیت المقدس کے سال 25ھ میں نماز ادا کی تھی۔

(مسجد اقصیٰ یہودی سازشوں کے نرغے میں:24)

بعد میں اُموی حکمرانوں نے اسی کی توسیع کی اور ایک بڑی شاندار مسجد تعمیر کی جو دنیا کی بڑی مساجد میں سے ایک ہے، اسی مسجد کو آج صہیونی منہدم کرکے ہیکل بنانے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ اس معاہدہ میں خاص بات یہ بھی تھی کہ کوئی یہودی ایلیاء میں نصاریٰ کے محلوں سکونت نہیں کرے گا۔

(جاری ہے)

تہذیبی ارتداد

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

تہذیبی ارتداد: افراد و اقوام کو فطری و اعتقادی ارتداد کی طرف لے جاتا ہے۔

بیشتر مسلمان نہیں جانتے کہ ارتداد کیا ہے اور کس طرح اعتقادی ارتداد سے پہلے، تہذیبی ارتداد زمین ہموار کرتا ہے۔

یہ مضمون انہی نکات کو واضح کرتا ہے۔

تہذیبی ارتداد دبے پاؤں آتا ہے اور غیر محسوس طریقہ پر داخل ہوتا ہے۔

ایمان کچھ حقیقتوں کو ماننے کا نام ہے، جن میں سب سے اہم اللہ پر، رسول پر، اللہ کی کتاب پر اور آخرت پر ایمان لانا ہے لیکن رسول اللہؐ نے صرف ایمانیات ہی پر زور نہیں دیا بلکہ عبادات، معاملات اور زندگی کے تمام شعبوں میں اپنی ہدایات سے سرفراز فرمایا اور پوری قوت اور تاکید کے ساتھ اُمتِ مسلمہ کو ان تعلیمات پر کاربند رہنے کی تلقین فرمائی؛ کیوں کہ کسی قوم کے لئے اپنے تشخص کو برقرار رکھنا صرف عقیدہ کے ذریعہ ممکن نہیں؛ بلکہ تہذیب و معاشرت کو بھی اس میں بڑا دخل ہے۔ ہندوستان میں کتنی ہی قومیں ہیں، جو آج ہندو قوم کا حصہ بن چکی ہیں، وہ اعتقادی اور نظریاتی اعتبار سے اپنا الگ وجود رکھتی ہیں؛ لیکن انھوں نے دوسری قوموں سے سماجی اور تہذیبی فاصلہ قائم نہیں رکھا، رہن سہن، لباس و پوشاک، خورد و نوش، شادی بیاہ، خوشی اور غم کی تقریبات وغیرہ میں انھوں نے اپنا رنگ برقرار نہیں رکھا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آہستہ آہستہ انھوں نے اپنے تشخص کو کھو دیا۔ اس وقت پوری دُنیا میں اس بات کی کوشش کی جارہی ہے کہ مسلمانوں کو ان کے مذہبی تشخص سے محروم کردیا جائے کیوں کہ جب کوئی قوم اپنی سماجی انفرادیت سے محروم ہوجاتی ہے تو وہ آہستہ آہستہ دین و مذہب ہی سے اپنا رشتہ توڑ لیتی ہے اور اگر وہ کسی دوسرے مذہب کے دائرہ میں داخل نہ ہو، تب بھی الحاد و انکار کا راستہ اختیار کرلیتی ہے، یا کم سے کم وہ مذہب کے بارے میں غیر سنجیدہ رویہ اپنا لیتی ہے۔ غیر سنجیدہ رویہ سے مراد یہ ہے کہ مذہب سے اس کی کوئی ذہنی اور فکری وابستگی نہیں ہوتی؛ البتہ وہ اسے ایک خاندانی روایت سمجھ کر ڈھوتی رہتی ہے، مذہبی اقدار پر اس کا کوئی یقین نہیں ہوتا؛ البتہ خاندانی روایت کے تحت خاص خاص مذہبی تقریبات اور تہواروں میں اس کی شرکت ہوجاتی ہے اور گاہے گاہے کچھ عبادت کی توفیق میسر آجاتی ہے؛ لیکن حلال و حرام، معاملات، کسبِ معاش اور سماجی زندگی میں مذہب کے لئے کوئی خانہ نہیں ہوتا، اسی کیفیت کو میں نے ''تہذیبی ارتداد'' سے تعبیر کیا ہے۔

یہ ارتداد دبے پاؤں آتا ہے، غیر محسوس طریقہ پر داخل ہوتا ہے اور ایسا میٹھا زہر بن کر حلق سے اترتا ہے کہ زہر کھا کر بھی انسان تحسین و آفریں کے کلمات کہہ اُٹھتا ہے، یہ ارتداد نہ سوئے ہوؤں کو جگاتا ہے، نہ غافلوں کو متوجہ کرتا ہے، نہ فکر مند دِلوں میں تلاطم پیدا کرتا ہے، نہ قلب و ذہن کو جھنجھوڑتا ہے اور نہ اس کی وجہ سے سماج میں کوئی ہلچل پیدا ہوتی ہے۔ یہ اس بیماری کی طرح ہے، جو بظاہر ہلکی ہو لیکن انسان کو بتدریج موت کی طرف لے جائے اور یہ ایسا نشہ ہے کہ مقتول خودقتل کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے، اس لئے اس ارتداد کو خوب سمجھنے، اس کے اسباب پر نظر رکھنے اور اس کے نتائج و عواقب پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اس وقت پوری دنیا جو بنیادی طور پر یہودی دماغ اور یہودی منصوبہ بندی کی آلۂ کار بنی ہوئی ہے اور اس کے اشارۂ چشم و ابرو پر رقصاں ہے، اس بات کے لئے کوشاں ہے کہ اگر مسلمانوں کو کھلے عام مرتد نہیں کیا جاسکتا، تو ان پر ایسی زبردست تمدنی یلغار کردی جائے کہ وہ خوشی خوشی تہذیبی ارتداد کو قبول کرلیں۔ اس مقصد کے لئے اتنے طاقتور حربے استعمال کئے جارہے ہیں کہ بظاہر اس سے زیادہ دور رس اور قوی و مؤثر کوئی اور ذریعہ نہیں۔ ٹی وی نے اس رفتار کو بہت تیز کردیا ہے اور ڈش انٹینا کی وجہ سے مسلم ملکوں اور مشرقی ملکوں میں ایسے فحش پروگرام کا ایک طوفان سا آگیا ہے کہ جن کا اسلام اور مسلم سماج میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا، اب انٹرنیٹ نے اس تہذیبی یلغار کو مزید طاقتور بنا دیا ہے اور ایک ایسی چیز جو بہترین تعمیری اور تعلیمی مقاصد کے لئے استعمال ہوسکتی تھی، انتہائی تخریبی اور غیر اخلاقی مہم جوئی کا آلۂ کار بنی ہوئی ہے۔ نئی معاشی اصلاحات کا عمل پوری دنیا میں جاری ہوا اور ''عالمیانے'' نے پر پُرزے پھیلائے تو اس کے نتیجہ میں مغربی صحافت، مغربی لٹریچر اور مغربی کمپنیوں کے وساطت سے مخرب اخلاق غذائی اور

غیر غذائی اشیاء کی آمد کا ایک سیل بلا خیز جاری و ساری ہوگیا۔اس وقت صورتِ حال یہ ہے کہ مغربی ممالک نے عرب اور اسلامی ممالک اور مختلف علاقوں میں بسنے والے تارکین وطن مسلمانوں کے لئے فراخ دلی کے ساتھ اپنا دامن دل کھول رکھا ہے، انہیں شہریت دی جاتی ہے، انہیں ملازمت اور مزدوری کے مواقع ملتے ہیں اور انہیں اپنے ملکوں سے بڑھ کر شہری حقوق دے دیئے جاتے ہیں۔تارکین وطن خوش ہیں کہ انہیں پھلنے پھولنے اور آگے بڑھنے کے بھرپور مواقع ہاتھ آرہے ہیں؛ لیکن انہیں نہیں معلوم کہ وہ ان ممالک کے ہاتھوں اپنی اگلی نسلوں کا سودا کر رہے ہیں چنانچہ لاکھوں عرب اور فلسطینی جو پچاس سال پہلے امریکہ گئے، اب ان میں اپنے مسلمان ہونے کی پہچان بھی باقی نہیں رہی، مذہبی شعور رخصت ہوا، رہن سہن بدل گیا، زندگی کے طور وطریق تبدیل ہوگئے، یہاں تک کہ ان کے نام میں بھی مسلمانیت کی کوئی بو باقی نہیں رہ گئی، حالاں کہ ان کے آباء و اجداد راسخ العقیدہ مسلمان اور عرب تہذیب کے علمبردار بن کر یہاں آئے تھے۔اگر آج ان گزری ہوئی روحوں کو دوسری زندگی دے دی جائے تو شاید ہی وہ خود اپنی نسل اور اپنی اولاد کو پہچان سکیں۔ یہ ہے اس تہذیبی ارتداد کا اثر، جو بتدریج افراد واقوام کو فطری اور اعتقادی ارتداد کی طرف لے جاتا ہے!ایسے ہی پس منظر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کسی قوم کی مشابہت اور مماثلت اختیار کی وہ ان ہی میں سے ہوگیا۔اس روایت کو امام ابوداؤدؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور امام طبرانیؒ نے حضرت حذیفہ بن الیمانؓ سے روایت کیا ہے اور علامہ سیوطیؒ نے اس حدیث کو ''حسن'' یعنی مقبول قرار دیا ہے، (الجامع الصغیر، حدیث نمبر: ۸۵۹۳)۔

رسول اللہ کے اس ارشاد میں عقیدہ وایمان میں غیر مسلموں سے مماثلت مراد نہیں ہے؛ کیوں کہ جو شخص عقیدہ کے اعتبار سے غیر اسلامی فکر اختیار کرلے، وہ تو پہلے ہی سے مسلمان نہیں ہے، اس کے غیر مسلموں سے مشابہت اختیار کرنے کے کیا معنی؟ لہٰذا اس حدیث میں عملی اور سماجی زندگی میں غیر مسلموں کے تشبہ (مشابہت) سے منع فرمایا گیا ہے اور مختلف مسائل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح وتوضیح نے اس نکتہ کو مزید واضح کیا ہے، مثلاً آپ نے سورج نکلنے، ڈوبنے اور نصف آسمان پر ہونے کے وقت نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے، اس کا سبب یہی ہے کہ یہی اوقات عام طور پر مشرک اور آفتاب پرست قوموں کی عبادت کے رہے ہیں، جو قومیں سورج کی پرستار ہیں، وہ ان ہی اوقات میں سورج کی پوجا کرتی ہیں اس لئے ان اوقات میں مسلمانوں کو نماز پڑھنے سے منع فرمایا گیا۔روزہ میں حکم دیا گیا کہ افطار جلدی کیا جائے، افطار میں تاخیر نہ کی جائے؛ کیوں کہ افطار میں تاخیر اہل کتاب کا طریقہ ہے، یومِ عاشوراء کے ساتھ مزید ایک روزہ رکھنے کا حکم ہوا؛ کیونکہ اس دن یہود بھی روزہ رکھا کرتے تھے؛ تاکہ مسلمان اپنی عبادت میں ان سے ممتاز رہیں، حج میں بہت سے ایسے افعال جن کو مشرکین بہت اہمیت دیتے تھے، اسلام نے ان کو ختم کیا یا ان میں تبدیلی پیدا کی، پھر یہی ہدایات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضع قطع اور لباس و پوشاک کے بارے میں بھی دیں، مجوسی داڑھی منڈایا کرتے تھے، آپ نے اس سے منع فرمایا، اہل ایران اظہار فخر کے لئے ٹخنوں سے نیچے کپڑے پہنتے تھے، آپ نے اس پر سخت ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا، اہل مکہ سر میں مانگ بھی نکالا کرتے تھے؛ چنانچہ مکی زندگی میں آپ نے سیدھے بال رکھنے کو پسند فرمایا تاکہ مسلمان ان سے ممتاز رہیں، مدینہ میں یہود سیدھے بال رکھتے تھے، تو وہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مانگ نکالنے کو پسند فرمایا۔

پھر جب تمام عرب نے اسلام قبول کرلیا، تو آپ نے دونوں طرح بال رکھنے کی اجازت مرحمت فرمادی، اسی طرح عرب یا تو صرف ٹوپی پہنتے تھے یا صرف عمامہ باندھتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو ابتداً ہدایت دی تھی کہ وہ ٹوپی اور عمامہ دونوں کا استعمال کریں تاکہ ان کے اور مشرکین کے درمیان امتیاز باقی رہے، بعد کو جب اہل عرب ایمان لے آئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف ٹوپی یا صرف عمامہ کے استعمال کی بھی اجازت مرحمت فرمائی۔

دین کے اس مزاج کو کہ مسلمانوں کو قومی اعتبار سے دوسری اقوام سے ممتاز اور متشخص رہنا چاہئے، فقہاء نے بھی اپنے اجتہاد و استنباط اور قانون شرع کی تشریح وتوضیح میں ہمیشہ ملحوظ رکھا ہے اور لباس و پوشاک، خورد ونوش، عبادات، یہاں تک کہ عبادت گاہوں کے طرزِ تعمیر وغیرہ ہر مرحلہ پر ایک بنیادی اُصول کی حیثیت سے اس بات کو پیش نظر رکھا ہے کہ مسلمان ایک امتیازی شان کے ساتھ نیز اپنے دین ومذہب اور تہذیب وتمدن میں دوسری قوموں سے ممتاز اور متشخص رہیں؛ کیونکہ جب کوئی قوم اپنی تہذیب سے محروم ہوجاتی ہے اور تمدن وثقافت کے میدان میں دریوزہ گری پر اتر آتی ہے تو اپنے فکر وعقیدہ سے ہی ہاتھ دھونے لگتی ہے۔

ہندوستان میں اس وقت سنگھ پریوار کی جانب سے اس بات کی بھرپور کوشش کی جارہی ہے کہ مسلمان نماز پڑھیں، مسجدوں کو جائیں، عید بقرعید وغیرہ کرلیا کریں لیکن اسلامی تہذیب کو خیر باد کہہ دیں، اس کے لئے بظاہر معمولی؛ لیکن نتائج کے اعتبار سے دور رس اقدامات کئے جارہے ہیں، نصاب تعلیم میں تبدیلی لائی جا رہی ہے، نصاب سے مسلم دورِ حکومت کو نکالا جارہا ہے، ہندوازم کو ایک نظریہ و عقیدہ کے بجائے قومی ثقافت کے روپ میں پیش کیا جارہا ہے، اسکولوں میں دیویوں، دیوتاؤں کی مورتیاں رکھی جاتی ہیں، ہندو مذہبی تقریبات میں مسلمانوں کو دعوت دی جاتی ہے اور انہیں شریک کیا جاتا ہے اور مسلم نوجوان دیوالی اور ہولی کی سماجی اہمیت کو پیش نظر رکھنے اور اسی تک محدود رہنے کے بجائے مذہبی اُمور میں بھی شریک ہورہے ہیں، کئی علاقوں میں مسلمان عورتیں ہندوانہ رسم ورواج کے مطابق سِندور لگاتی، یا کالی پوت کے ہار پہنتی ہیں، بین مذہب شادی بیاہ کا رواج بھی بڑھ رہا ہے، ٹی وی نشریات کا ہندوکرن کیا جارہا ہے، ہندو دیوتاؤں اور فرمانرواؤں کو قومی ہیرو کے طور پر پیش کیا جارہا ہے اور ایسی بہت سی چیزیں ہیں جو ہمارے معاشرہ میں دبے پاؤں در آرہی ہیں، آج ہم ان کی آہٹ سننے سے قاصر ہیں لیکن اگر حالات کو محسوس نہیں کیا گیا تو مستقبل میں اس سے ناقابل تلافی نقصان کا اندیشہ ہے، اس لئے تہذیبی ارتداد کی طرف بڑھتے ہوئے قدم کا پوری قوت کے ساتھ روکا جانا ضروری ہے۔ یہ محض سیاسی وثقافتی مسئلہ نہیں؛ بلکہ اپنے دور رس اثرات کے اعتبار سے ہماری ملی بقا اور دینی تحفظ کا مسئلہ ہے۔ اس کی فکر نہیں کی گئی تو پچھتانے کا شعور بھی باقی نہیں رہے گا! ☆☆

عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ پاکستان کا آئینی تقاضا ہے

قانون ختم نبوت کے 50 سال مکمل ہونے پر تحفظ ختم نبوت سیمینار

کراچی (پ ر) یکم ستمبر بروز اتوار بعد نماز مغرب گلستان انیس شہید ملت روڈ میں تحفظ ختم نبوت سیمینار منعقد ہوا۔ سیمینار کا آغاز مولانا محمد رضوان کی تلاوت سے ہوا۔ نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم حافظ اسامہ نے پیش کی۔ مقررین نے اپنے خطاب میں تحفظ ختم نبوت کے لیے پوری امت مسلمہ کے اتحاد و یکجہتی پر زور دیا اور شہدائے ختم نبوت کو خراج تحسین پیش کیا۔ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے نائب مہتمم مولانا ڈاکٹر مفتی سید احمد یوسف بنوری، دارالعلوم کراچی کے نائب مہتمم مفتی زبیر اشرف عثمانی، امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مولانا قاضی احسان احمد، مرکزی رہنما جمعیت علمائے اسلام قاری محمد عثمان، قانونی مشیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ، رکن اسلامی نظریاتی کونسل مفتی زبیر حق نواز، صوبائی وزیر بلدیات سعید غنی، سابق وزیر داخلہ عبدالرؤف صدیقی، ممبر قومی اسمبلی ڈاکٹر فاروق ستار، رہنما جماعت اسلامی پاکستان محمد حسین محنتی، ممبر صوبائی اسمبلی تحریک انصاف سربلند خان، صدر تاجر اتحاد صدر عتیق میر نے اجتماع سے خطاب کیا۔ مقررین کا کہنا تھا کہ 7 ستمبر 1974ء کو پاکستان کے آئین میں عقیدہ ختم نبوت کے منکرین غیر مسلم قرار دیے گئے، آج اس تاریخ ساز کامیابی کو 50 سال پورے ہورہے ہیں۔ عقیدہ ختم نبوت ہماری ریڈ لائن ہے، جس پر کوئی سمجھوتا نہیں کیا جاسکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اب کوئی نیا نبی نہیں آسکتا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہمارے رہبر و رہنما ہیں، جن کے اسوہ میں دنیا و آخرت کی کامیابی پوشیدہ ہے۔ سیمینار میں یادگارِ اسلاف مولانا شمس الرحمٰن عباسی، مدیر اقراء روضۃ الاطفال مفتی خالد محمود، معروف سماجی شخصیت مولانا قاری فیض اللہ چترالی، استاذ جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی، استاذ الحدیث معہد الخلیل الاسلامی مفتی محمد سلمان یاسین، امیر پاکستان شریعت کونسل سندھ قاری اللہ داد، مہتمم جامعۃ الشیخ یحییٰ المدنی مولانا یوسف مدنی، مذہبی رہنما مولانا قاری اقبال اللہ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغین مولانا عبدالحیٰ مطمئن، مولانا محمد قاسم رفیع، مولانا محمد عبداللہ چغرزئی، مقامی مسؤلین مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ، مولانا عادل غنی، مولانا شعیب کمال، مولانا کلیم اللہ نعمان، مفتی ثناء الرحمٰن، مذہبی رہنما علامہ الیاس ستار، نائب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث مولانا عبدالوہاب سیٹھار، ممبر سندھ اسمبلی عامر صدیقی، صدر بزنس فورم جمعیت علمائے اسلام بابر قمر عالم، چیئرمین دہلی مرکنٹائل سوسائٹی سلطان چاؤلہ، ندیم نواب، نور احمد، چیئرمین آرام باغ محمد آصف، صدر پیپلز پارٹی ایسٹ اقبال شان، صدر محمدی فرنیچر مارکیٹ چوہدری ذیشان گجر، بیرسٹر سرفراز احمد میتلو، چیئرمین جناح ٹاؤن رضوان عبدالسمیع، چیئرمین چنیسر ٹاؤن فرحان غنی، سماجی رہنما ملک شاہنواز اعوان، ڈاکٹر توصیف احمد، ڈاکٹر حارث، ڈاکٹر ریحان سمیت بڑی تعداد میں ڈاکٹروں، وکیلوں، تاجروں، کالجوں و یونیورسٹیوں کے پروفیسروں، اسکولوں کے پرنسپلوں واساتذہ اور سیاسی وسماجی شخصیات نے شرکت کی۔ سیمینار کا اختتام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر شیخ المشائخ حضرت حافظ ناصرالدین خاکوانی صاحب کی دعا سے ہوا۔

اہلِ بیت وآلِ محمد ﷺ

ایک تحقیقی مطالعہ

چوتھی اور آخری قسط

پروفیسر محمد سلیم قاسمی

اولاد واحفاد:

حضرت زینبؓ: آپ ﷺ کی اولاد میں چار حقیقی بیٹیاں ہیں اور چاروں حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بطن سے ہیں۔ ان میں حضرت زینبؓ سب سے بڑی بیٹی ہیں، بعثت سے دس برس قبل پیدا ہوئیں، اس وقت آپ ﷺ کی عمر ۳۰ سال تھی۔ جب حضور ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو سیّدہ خدیجہ کے ساتھ آپ نے بھی اسلام قبول فرمایا۔ اس وقت حضرت زینبؓ کی عمر ۱۰ سال تھی۔ بڑے ہونے پر ان کی شادی حضرت ابوالعاص بن الربیعؓ سے ہوئی، جو رشتہ میں ان کے خالہ زاد بھائی تھے۔ ان سے دو بچے (حضرت علی اور امامہ) پیدا ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ نے جب نبوت کے تیرہویں سال مدینہ ہجرت کی تو حضرت زینب اپنے شوہر کے گھر تھیں۔ حضرت ابوالعاص کفر پر قائم ہونے کے باوجود ان کا بہت خیال رکھتے تھے۔

ہجرت کے بعد ۲ ہجری میں جنگ بدر ہوئی۔ اس جنگ میں ابوالعاص کفار کی طرف سے جنگ میں شریک ہوئے۔ وہ ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے۔ جنگ بدر میں اہل اسلام کو فتح ہوئی تو جنگی قاعدہ کے مطابق شکست خوردہ افراد کو قید کر لیا گیا۔ ان قیدیوں میں آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس اور آپ کے داماد ابوالعاص بھی تھے۔ مسلمانوں کی طرف سے یہ فیصلہ ہوا کہ قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے۔ اہل مکہ نے اپنے اپنے قیدی چھڑانے کے لیے فدیہ اور معاوضے بھیجنے شروع کیے۔ مدینہ طیبہ میں یہ تمام فدیے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیے گئے اور حضرت ابوالعاص کا فدیہ حضرت زینبؓ کی طرف سے ہار کی شکل میں پیش ہوا۔ نبی کی جب اس پر نظر پڑی تو آپ ﷺ پر بلا اختیار رقت طاری ہوگئی۔ اس ہار کو دیکھ کر حضرت خدیجہؓ کی یاد تازہ ہوگئی۔ نبی ﷺ کی اس کیفیت کو دیکھ کر تمام صحابہ متاثر ہوئے۔ آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: اگر تم ابوالعاص کو رہا کردو اور زینبؓ کا ہار واپس کردو تو تم ایسا کرسکتے ہو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ کا ارشاد درست ہے ہم ابوالعاص کو بلا فدیہ رہا کرتے ہیں اور حضرت زینب کا ہار واپس کرتے ہیں۔ اس وقت آنحضرت ﷺ نے ابوالعاص سے وعدہ لیا کہ مکہ پہنچ کر زینب کو مدینہ بھیج دیں گے۔ ابوالعاص نے وعدہ کرلیا اور انھیں بلا معاوضہ رہا کردیا گیا۔

حضرت ابوالعاص مکہ آئے اور حسب وعدہ حضرت زینبؓ کو مدینہ جانے کی نہ صرف اجازت دی؛ بلکہ اپنے چھوٹے بھائی کنانہ کو ان کے ساتھ روانہ کیا۔ انھوں نے اپنی تلوار اور تیر وکمان لیے اور سفر کے لیے نکل گئے۔ حضرت زینبؓ سواری کے کجاوے میں تھیں اور کنانہ آگے آگے۔ مکہ سے باہر نکلتے ہی اہل مکہ کو اطلاع ہوگئی کہ زینب بنت محمد مدینہ جارہی ہیں، تو کفار نے انہیں چاروں طرف سے گھیر کو ان پر حملہ کر دیا۔ ہبار بن اسود (بعد میں مسلمان ہوگئے تھے) نے آگے بڑھ کر سیدہ زینبؓ پر نیزہ سے وار کیا۔ شہزادی رسول زخم کھا کر سواری سے نیچے گر گئیں اور ایک چٹان سے ٹکرا گئیں، جس سے وہ کافی زخمی ہوگئیں، ان کا حمل بھی ضائع ہوگیا۔ کنانہ نے ان کا تیروں سے مقابلہ کیا، ہبار اور ان کے ساتھی پیچھے ہٹ گئے۔ قریب تھا کہ حالات مزید خراب ہوتے مگر اس بیچ ابوسفیان نے آکر معاملہ کو رفع دفع کر دیا۔ مگر سیدہ زینب کی حالت اس وقت ایسی نہ تھی کہ وہ سفر کرسکیں۔ انہیں مکہ واپس جانا پڑا۔ کچھ عرصہ بعد حضور ﷺ نے زید بن حارثہ کو انہیں مکہ سے لانے کے لیے بھیجا۔ اس بار پھر لوگوں نے مدینہ ہجرت سے انھیں روکنا چاہا، مگر اس بار ابوسفیان کی بیوی کی مداخلت سے انھیں مدینہ جانے دیا گیا۔ حضرت زیدؓ جو شہر سے باہر شہزادی رسول کی سواری کا انتظار کر رہے تھے تمام آداب بجالاتے ہوئے شہزادی کونین کو بحفاظت مدینہ پہنچادیا۔ حضرت زینبؓ نے مدینہ پہنچنے کے بعد اپنے ابا جان سے کفار کی طرف سے پہنچنے والے تمام مظالم کا ذکر کیا تو سن کر حضور

اقدس ﷺ کا دل بھر آیا، پھر فرمایا: زینب میری سب سے اچھی بیٹی ہے، جسے میری وجہ سے سب سے زیادہ مظالم سہنے پڑے۔ کچھ دنوں بعد ابوالعاص بھی ایمان لے آئے تو آپ ﷺ نے حضرت زینبؓ کا ابوالعاص کے ساتھ دوبارہ نکاح کردیا۔ اب سیدہ زینبؓ کے لیے آرام کے دن آئے تو زندگی نے وفانہ کی۔ مکہ سے مدینہ سفر کرتے ہوئے ہبار بن الاسود کے نیزے سے جو زخم آپ کو آئے تھے وہ پھر تازہ ہوگئے۔ آخرکار وہی زخم آپ کی وفات کا سبب بن گئے۔ ۳۰سال کی عمر میں ۸ھ میں آپؓ اس دنیا سے پردہ فرماگئیں۔ حضور اقدس ﷺ نے کفن میں رکھنے کے لیے اپنا تہبند مرحمت فرمایا۔ نماز جنازہ آپ ﷺ نے پڑھائی پھر اپنے جگر گوشہ کو قبر میں اپنے دست مبارک سے اتار کر خالق حقیقی کے سپرد فرمادیا۔

حضرت زینبؓ کی بیٹی امامہ سے آپ ﷺ بہت محبت کرتے تھے۔ دوران نماز انھیں کندھے پر بٹھالیتے تھے، جب رکوع میں جاتے تو دوش مبارک سے اتار دیتے اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو پھر سوار کرلیتے تھے۔ صحیح بخاری میں ہے:

”ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی وھو حامل امامۃ بنت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم..... فاذا سجد وضعھا واذا قام حملھا۔“ (بخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب اذا حمل جاریۃ صغیرۃ علی عنقہ فی الصلاۃ)

رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے تو حضرت امامہ بنت زینب کو اپنے کندھے پر بٹھا لیتے، پھر جب رکوع وسجدہ کرتے تو اتار دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو انھیں سوار کرلیتے۔

ایک مرتبہ بادشاہ نجاشی نے ایک نہایت قیمتی انگوٹھی آپ کی خدمت میں بطور تحفہ ارسال کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ انگوٹھی میں اس کو دوں گا جو مجھے اہل بیت میں سب سے بڑھ کر محبوب ہے۔ لوگ یہ سمجھے کہ شاید یہ انگوٹھی آپ ﷺ حضرت عائشہؓ کو عطا فرمائیں گے؛ لیکن یہ انگوٹھی آپ ﷺ نے اپنی نواسی حضرت امامہؓ بنت زینبؓ کو عطا کی۔

بڑے ہونے پر حضرت فاطمہؓ (خالہ) کے انتقال کے بعد (حضرت فاطمہؓ کی وصیت کے مطابق) ان کا نکاح حضرت علیؓ بن ابی طالب سے ہوا۔ حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد حضرت امامہؓ کا نکاح حضرت مغیرہ بن نوفل سے ہوا۔

حضرت زینبؓ کے صاحبزادے حضرت علیؓ سے بھی آپ ﷺ بہت محبت کرتے تھے۔ فتح مکہ کے دن حضور نے انھیں اپنی اونٹنی پر سوار فرمایا تھا (ولما دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکۃ یوم الفتح اردف علیا خلفہ) (اسدالغابہ، ۴/۴۱، لابن اثیر)۔ ابن الاثیر کے مطابق اس سبط رسول سیدنا علی بن ابوالعاصؓ نے رسول اللہ ﷺ کی حیات ہی میں قریب البلوغ عمر میں وفات پائی۔ (اسدالغابہ، ۴/۴۱، لابن اثیر)

حضرت رقیہؓ: آپ ﷺ کی دوسری صاحبزادی حضرت رقیہؓ ہیں۔ بعثت سے سات سال قبل پیدا ہوئیں، ان کا نکاح ابولہب (آپ ﷺ کے چچا) کے بیٹے عتبہ سے ہوا تھا؛ مگر جب سورۃ تبت یدا نازل ہوئی تو باپ کے کہنے پر عتبہ نے حضرت رقیہ کو طلاق دے دی۔ پھر ان کی شادی مکہ مکرمہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ مکہ میں جب کفار کے مظالم حد برداشت سے بڑھ گئے تو آپ حضرت عثمانؓ کے ساتھ حبشہ ہجرت کرگئیں۔ کچھ وقت کے بعد حضرت عثمانؓ کو پتہ چلا کہ نبی کریم ﷺ مدینہ کی طرف ہجرت فرمانے والے ہیں تو حضرت عثمانؓ چند صحابہ کے ساتھ مکہ آئے، اس دوران نبی کریم ﷺ ہجرت کرکے مدینہ تشریف لے جا چکے تھے۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت رقیہؓ کو لے کر مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ حبشہ کے زمانہ قیام میں ان کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ رکھا گیا، جس کی وجہ سے حضرت عثمانؓ کی کنیت ابوعبداللہ مشہور ہوئی۔ عبداللہ کا چار سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں انتقال ہوگیا۔

۲ہجری غزوۂ بدر کا سال تھا، حضرت رقیہؓ کو خسرہ کے دانے نکلے اور سخت تکلیف ہوئی۔ حضور ﷺ بدر کی تیاری میں مصروف تھے۔ حضور اور صحابہ کرام غزوہ میں شرکت کے لیے روانہ ہونے لگے تو حضرت عثمانؓ بھی تیار ہوگئے، نبی ﷺ نے ان سے فرمایا کہ رقیہ بیمار ہے آپ ان کی تیمارداری کے لیے مدینہ میں ہی مقیم رہیں۔ آپؓ کے لیے بدر میں شرکت کرنے والوں کے برابر اجر ہے۔

جب نبی کریم ﷺ غزوۂ بدر میں شریک تھے، مدینہ میں حضرت رقیہؓ نے آخری سانس لی۔ کفن دفن کی تمام تیاری حضرت عثمانؓ نے انجام دی۔ غزوۂ بدر کی فتح کی بشارت لے کر جب حضرت زید بن حارثہؓ مدینہ پہنچے تو اس وقت حضرت رقیہؓ کو دفن کرنے کے بعد لوگ اپنے ہاتھوں سے مٹی جھاڑ رہے تھے۔ چند دن بعد حضور ﷺ جب مدینہ پہنچے تو جنت البقیع میں قبر

رقیہ پر تشریف لے گئے اور ان کے لیے دعا فرمائی۔ انتقال کے وقت ان کی عمر ۲۰ سال تھی۔

حضرت ام کلثومؓ: ام کلثوم آپ ﷺ کی تیسری صاحبزادی ہیں۔ ان کا شادی ابولہب کے دوسرے بیٹے عتیبہ کے ساتھ ہوئی تھی، رخصتی نہیں ہو پائی تھی کہ سورہ ابی الھب نازل ہونے کے بعد ابولہب کے کہنے پر عتیبہ نے بھی حضرت ام کلثوم کو طلاق دے دی۔ حضرت رقیہ کے انتقال کے بعد حضور نے ان کی شادی حضرت عثمان غنیؓ سے کر دی۔ ۹ھ میں آپؓ کا بھی انتقال ہو گیا۔ انتقال کے وقت ان کی عمر ۲۵ سال تھی۔ حضرت ام کلثوم کے انتقال کے وقت آپ نے فرمایا کہ اگر میرے پاس کوئی اور لڑکی ہوتی تو اس کا نکاح بھی عثمان سے کر دیتا۔ حضور ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں ان کو دفن فرمایا۔

حضرت فاطمہؓ: فاطمہ زہراء آپ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں، آغاز بعثت یا بعثت سے ۵/۴ سال قبل پیدا ہوئیں۔ آپ ان سے بہت محبت فرماتے تھے۔ ان کا نکاح دو ہجری میں واقعہ بدر کے بعد حضرت علیؓ کے ساتھ ہوا۔ اس وقت حضرت علیؓ کی عمر ۲۱ سال تھی اور حضرت فاطمہ کی عمر ۱۵ سال اور ساڑھے پانچ ماہ، دوسرے قول کے مطابق ۱۹ سال تھی۔ حضرت فاطمہؓ چال ڈھال اور سیرت میں حضور ﷺ کے بہت مشابہ تھیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اٹھنے بیٹھنے اور عادات و اطوار میں حضرت فاطمہؓ سے زیادہ کسی کو رسول اللہ سے مشابہ نہیں دیکھا۔

حضرت فاطمہؓ حضور ﷺ کی سب سے چھوٹی بیٹی ہونے کی وجہ سے آپ کی بہت لاڈلی تھیں۔ حضور ﷺ کی زندگی کے آخری سالوں میں تو وہ رسول اللہ کی تمام تر توجہات اور محبت کا مرکز بن گئی تھیں۔ اس لیے کہ ہجری ۸ تک حضرت فاطمہ کی تینوں بڑی بہنوں کا انتقال ہو چکا تھا۔

ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے ابوجہل کی بیٹی سے پیغامِ نکاح بھیجا تو حضرت فاطمہؓ حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں اور کہنے لگیں کہ علیؓ ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ رکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے سنا تو فرمایا: فاطمة بضعة منی، فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے، میں اسے ناپسند کرتا ہوں کہ کوئی اسے تکلیف پہنچائے۔ خدا کی قسم رسول اللہ کی بیٹی اور اللہ تعالیٰ کے دشمن کی بیٹی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔ یہ سن کر حضرت علیؓ نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔

(بخاری، کتاب اصحاب النبی، باب ذکر اصہار النبی ﷺ)

حضرت فاطمہؓ جب حضور سے ملاقات کے لیے آتیں تو حضور کھڑے ہو کر ان کا استقبال کرتے اور ان کے سر کا بوسہ لیتے۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت فاطمہؓ حضور کے وصال سے کچھ پہلے ملاقات کے لیے آئیں، ان کی چال ڈھال رسول اللہ کے مشابہ تھی۔ رسول اللہ نے بیٹی کو خوش آمدید کہا۔ اس کے بعد آپ نے ان کو اپنے داہنی یا بائیں جانب بٹھایا، پھر آہستہ سے آپ نے حضرت فاطمہ کے کان میں کچھ کہا جس پر وہ رونے لگیں۔ پھر سرگوشی کی تو وہ مسکرانے لگیں۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ بعد میں میں نے فاطمہؓ سے پوچھا کہ حضور ﷺ نے کیا فرمایا، تو انھوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے راز کو افشاء نہیں کرنا چاہتی۔ رسول اللہ کی وفات کے بعد ایک دن پھر میں نے فاطمہ سے پوچھا تو انھوں نے بتایا کہ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ حضرت جبرئیل ہر سال مجھ سے ایک بار قرآن کا ورد کیا کرتے تھے مگر اس سال انھوں نے مجھ سے دوبار کیا۔ اس سے میرا خیال ہے کہ میرا آخری وقت قریب ہے تو میں رونے لگی، پھر مجھ سے کہا کہ سب سے پہلے تم مجھ سے ملوگی اور تم جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہوگی تو میں یہ سن کر ہنسنے لگی۔

(بخاری، کتاب فضائل الصحابہ، باب مناقب فاطمہؓ)

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ وصال سے کچھ پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرض کی زیادتی سے بے ہوش ہو گئے۔ حضرت فاطمہؓ آپ کے پاس تھیں وہ رونے لگیں، کہنے لگیں کہ میرے والد کو بہت تکلیف ہے، آپ نے فرمایا: آج کے بعد پھر کبھی نہیں ہوگی۔ جب آپ ﷺ کی وفات ہو گئی تو حضرت فاطمہ یہ کہہ کر روئیں کہ میرے والد! اللہ نے آپ کو قبول کر لیا۔ ابا جان آپ کا مقام جنت الفردوس ہے۔ اے میرے ابا جان! میں آپ کے وفات کی خبر جبرئیل کو سناؤں گی۔ جب آپ ﷺ کو دفن کیا جا چکا تو حضرت فاطمہؓ نے غم سے نڈھال ہو کر حضرت انسؓ سے کہا تم لوگوں نے کیسے گوارا کر لیا کہ اللہ کے رسول کو مٹی میں چھپا دو۔

حضرت فاطمہ زہراء سے حضرت حسن، حسین، زینب، ام کلثوم اور محسن پیدا ہوئے، حضرت محسن کا انتقال بچپن میں ہی ہو گیا تھا۔ حضرت زینب کی شادی حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب سے اور حضرت ام کلثوم کی شادی حضرت عمر بن الخطاب سے ہوئی۔ حضرت فاطمہؓ کا انتقال رمضان ۱۱ھ، حضور کے ۶ ماہ بعد ہو گیا۔ اس وقت ان کا سن ۳۰ سال سے کم (۲۹ سال) تھا۔ (باقی صفحہ 26 پر)

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء.... حقائق وواقعات

مولانا مفتی خالد محمود مدظلہ

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے بعد ایک سرکاری افسر نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے طنزاً کہا: ”شاہ جی! وہ آپ کی تحریک کا کیا ہوا؟“ فرمایا: ”میں نے اس تحریک کے ذریعہ ایک ”ٹائم بم“ مسلمانوں کے دلوں کی زمین میں چھپا دیا ہے، جب وہ اپنے وقت پر پھٹے گا تو قادیانیوں کو اقتدار کی کوئی طاقت تباہی و بربادی سے نہیں بچا سکے گی۔“

ہم دیکھتے ہیں کہ ۲۹ رمئی ۱۹۷۴ء کو یہ ”ٹائم بم“ خود قادیانیوں کے ہاتھوں ربوہ ریلوے اسٹیشن پر پھٹا، جس سے قادیانیت کو زلزلہ آیا، قادیانیوں کے قصر خلافت ربوہ پر مایوسیوں کے بادل منڈلاتے رہے اور ۷ رستمبر ۱۹۷۴ء کو جب مطلع صاف ہوا تو پوری دنیا نے دیکھا کہ قادیانیت کا مصنوعی سورج اسلامی افق سے غروب ہو چکا ہے اور آئین پاکستان میں قادیانیت کا نام غیر مسلم اقلیتوں کی فہرست میں سکھوں، ہندوؤں اور اچھوتوں کے ساتھ درج ہے اور دنیا نے یہ بھی دیکھا کہ امریکا سے برطانیہ تک اقتدار کی کوئی طاقت قادیانیوں کو اس انجام بد سے نہ بچا سکی۔ (تحفہ قادیانیت، ج:۱، ص:۲۰۴)

محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت چلی لیکن افسوس اور صد افسوس کہ خواجہ ناظم الدین جیسے دیندار اور حاجی نمازی کے زمانے میں مسلمانوں کی یہ مقدس تحریک سیاست کی بھینٹ چڑھ گئی۔ سیکڑوں، ہزاروں مسلمانوں کی خون ریزی ہوئی، ان کی لاشوں کو نذر آتش کیا گیا، دریائے راوی کی لہروں کے سپرد کر دیا گیا، مسلمانوں پر وہ مظالم ڈھائے گئے جو رنجیت سنگھ کے زمانے میں نہیں ہوئے تھے اور اس طرح مسلمان حکمرانوں کے ذریعہ مسلمانوں کا خون بہایا گیا اور تحریک کو کچل کر کے رکھ دیا گیا، لیکن ان شہدائے ختم نبوت کی روحیں تڑپتی ہوئی بارگاہِ الٰہی میں پہنچیں اور انہوں نے رحمت الٰہی کے دروازے کھٹکھٹائے آخر ربوہ کا حادثہ پیش آیا اور انجام وہی ہوا جس کی ضرورت تھی اور اگر روز اول سے یہ صورت اختیار کی جاتی کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ان کا قصہ پاک کر دیا جاتا تو یہ خونچکاں صورت حال پیدا نہ ہوتی۔“ (بصائر وعبر، جلد دوم، ص ۱۸۳)

۱۹۵۳ء کی تحریک جسے قوت و طاقت کے نشہ میں مست، ارباب اقتدار نے ظلم وستم کر کے کچل دیا تھا اور اپنی دانست میں وہ مطمئن ہو کر بیٹھ گئے تھے، مگر اس تحریک نے مسلمانوں کے دلوں میں ہمیشہ کے لیے ختم نبوت کا مسئلہ مضبوط اور ان کے دماغوں میں پیوست کر دیا تھا، اس تحریک کے نتیجے میں قادیانیت کا بدنما چہرہ سب کے سامنے عیاں اور ان کا خبث باطن ظاہر ہو گیا تھا۔ مسلمان سمجھ چکے تھے کہ قادیانیت کوئی مذہب و دین نہیں، بلکہ رسالتِ محمدی کے خلاف ایک بغاوت ہے اور اسلام کے متوازی اور اس کے مقابل ایک مستقل دین ہے، جس نے سیاست کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے اور اس کا اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں۔

۲۹ رمئی ۱۹۷۴ء کا حادثہ:

۲۹ رمئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ کا حادثہ پیش آیا جو ۱۹۷۴ء کی تحریک کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔

نشتر میڈیکل کالج ملتان میں طلبا یونین کا الیکشن ہوا۔ مسلمان طلبا کے مقابلہ پر بعض قادیانی بھی الیکشن میں آ گئے۔ اس سے مسلمان طلبا میں قادیانی عقائد وعزائم کو سمجھنے کا موقع میسر آیا۔ کیوں کہ اس موقع پر ”آئینہ قادیانیت“ نامی پمفلٹ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبہ نشر واشاعت نے شائع کر کے وسیع تعداد میں نشتر میڈیکل کالج ملتان میں تقسیم کیا تھا۔ الیکشن جیت کر مسلمان طلبا سیر وسیاحت کے لیے پشاور کے سفر پر جانا چاہتے تھے۔ وہ لاہور کے راستہ سے پشاور جانے کے لیے خیبر میل میں بکنگ کرانے کے لیے گئے۔ خیبر میل میں ان کو بوگی میسر نہ آئی تو چناب ایکسپریس سے بکنگ ہوئی۔ چناب ایکسپریس ربوہ سے ہو کر گزرتی ہے۔ ربوہ کے قادیانی ہر آنے جانے والی گاڑی کے مسافروں میں قادیانیت کا ان دنوں لٹریچر تقسیم کیا

کرتے تھے۔ ۲۲رمئی ۱۹۷۴ءکو چناب ایکسپریس ربوہ اسٹیشن پہنچی، قادیانیوں نے چناب ایکسپریس کے مسافروں میں لٹریچر تقسیم کیا۔ ان میں نشتر کالج کے زیر تعلیم سٹوڈنٹس بھی تھے، وہ بپھر گئے، اسٹیشن پر تو تکار ہوئی، خدا کا شکر کہ ٹرین چل پڑی اور اس دن حادثہ ہوتے ہوتے رہ گیا۔ ٹرین چلی گئی، قادیانی قیادت نے اسے اپنی خود ساختہ سٹیٹ میں مداخلت بے جا اور اپنی توہین تصور کیا۔ ان طلبا نے ۲۹رمئی ۷۴ءکو واپس آنا تھا۔ قادیانی شاطر قیادت منصوبہ بندی میں لگ گئی کہ ان طلبا سے انتقام لینا ہے۔ ربوہ، لالیاں ، نشتر آباد، سرگودھا وغیرہ اسٹیشنوں پر قادیانی عملہ تعینات تھا۔ ان مقامات سے قادیانی جتھے ٹرین پر سوار ہوئے۔ مسلمان طلبا کی بوگی نمبر اور ٹرین کی آمد کے متعلق قادیانی عملہ نے ان کو معلومات مہیا کیں۔

۲۹رمئی ۱۹۷۴ءکو ٹرین ربوہ اسٹیشن پہنچی تو شیطان نے قادیانیت کے روپ میں جارحانہ و سنگدلانہ کھیل کھیلا، قادیانی غنڈوں نے طلبا کے ڈبہ کا دونوں اطراف سے گھیراؤ کر لیا اور طلباء پر آہنی سلاخوں، لوہے کے تاروں، آہنی پنجوں سے حملہ کر دیا، طلبا کو خوب مارا پیٹا، انہیں لہولہان کر دیا، ان کے کپڑے پھاڑ دیئے، جسم زخموں سے چور چور ہو گئے، ان کا سامان لوٹ لیا گیا، یہ سب کچھ مرزا طاہر کی سربراہی میں ہوا۔ قادیانی اسٹیشن ماسٹر نے ٹرین کو روکے رکھا۔ لائل پور (فیصل آباد) ریلوے کنٹرولر نے پوچھا کہ ٹرین اتنی دیر ہو گئی، چلی کیوں نہیں تو عملہ نے بتایا کہ فساد ہو گیا ہے، ریلوے کنٹرول کے ذریعہ یہ خبر مقامی انتظامیہ تک پہنچ گئی، اسی دوران ریلوے کنٹرول کے ایک ذمہ دار افسر نے مولانا تاج محمود صاحب کو اس حادثہ کی اطلاع دی، مولانا تاج محمود صاحب ختم نبوت کے راہنما تھے اور ریلوے کی مسجد میں امام تھے، ٹرین کے پہنچنے میں پندرہ بیس منٹ تھے، مولانا نے ختم نبوت کے رفقاء، لائل پور (موجودہ فیصل آباد) کے غیور مسلمانوں کو فوراً اسٹیشن پہنچنے کے لیے کہا، اخباری نمائندوں، پنجاب میڈیکل کالج، گورنمنٹ کالج کے طلبا کو اطلاع دی، ریلوے لوکوشیڈ میں کام کرنے والے سارے مولانا کے جمعہ کے مقتدی تھے، ان کو پیغام دیا کہ کام چھوڑ کر فوراً اسٹیشن پہنچیں، اس طرح تھوڑی دیر میں ایک اچھا خاصہ مجمع جمع ہو گیا، نعرہ بازی اور احتجاج شروع ہو گیا، اتنے میں ٹرین پہنچ گئی، زخمی طلباء کو ٹرین سے اتارا گیا، اسی وقت ڈپٹی کمشنر کو فون کر کے بلایا گیا، ان کے ہمراہ ایس پی بھی تھے، انہوں نے زخمی طلبا سے ملاقات کی ، حالات معلوم کیے، ڈبہ کا معائنہ کیا، اس دوران طلبہ کی مرہم پٹی کی جا چکی تھی، افسران نے کہا کہ طلبا کو یہاں روک لیا جائے، تا کہ یہاں ان کا علاج کیا جا سکے مگر طلباء نے انکار کر دیا کہ ہم اسی حالت میں ملتان جائیں گے اور نشتر میڈیکل کالج میں علاج کرائیں گے۔ ڈپٹی کمشنر نے کہا کہ اب گاڑی کو آگے جانے دیں، مگر راہنماؤں نے صاف انکار کر دیا کہ جب تک ہمارے مطالبات نہیں مان لیے جاتے، اس وقت تک گاڑی آگے نہیں جا سکتی

تو فوری طور پر تین مطالبات رکھے گئے:

۱) اس سانحہ کی ہائی کورٹ سے تحقیق کرائی جائے۔

۲) اس سانحہ میں شریک تمام ملزمان بشمول اسٹیشن ماسٹر ربوہ و نشتر آباد کو گرفتار کیا جائے۔

۳) اس سانحے کے تمام ملزمان کو کڑی سزا دی جائے۔

ڈپٹی کمشنر نے چیف سیکریٹری کو فون کیا اور مطالبات ان کے سامنے پیش کیے، وہ ایک ایک منٹ کی خبر لے رہے تھے اور پوری صورتحال سے واقف تھے، انہوں نے فون پر ہی یقین دلایا کہ تینوں مطالبات تسلیم کر لیے گئے۔ مولانا تاج محمود نے ایک دیوار پر کھڑے ہو کر طلبا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: تم ہماری اولاد ہو، جگر کے ٹکڑے ہو، میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جب تک قادیانیوں سے آپ کے خون کے ایک ایک قطرے کا حساب نہیں لیا جاتا، اس وقت تک ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے، اس کے بعد طلباء کو ائیر کنڈیشن ڈبے میں شفٹ کیا گیا، ٹرین روانہ ہو گئی۔ مولانا تاج محمود صاحب نے مولانا محمد شریف جالندھری ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت اور ختم نبوت کے دیگر مرکزی راہنماؤں کو واقعہ کی اطلاع دی اور مختلف شہروں میں اپنے رفقاء کو اس واقعہ سے مطلع کیا، مولانا محمد شریف جالندھری نے حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری امیر مرکزیہ اور حضرت مولانا خواجہ خان محمد نائب امیر مرکزیہ کو واقعہ کی اطلاع دی۔ جہاں جہاں ٹرین رکتی گئی، احتجاجی مظاہرے ہوتے رہے، اسی دن شام کو الخیام لائل پور میں پریس کانفرنس کی گئی، جس میں مولانا تاج محمود، مفتی زین العابدین، حکیم عبد الرحیم اشرف ،صاحبزادہ افتخار الحسن، مولانا فضل رسول حیدر، مولانا اللہ وسایا اور دیگر علماء موجود تھے، اخباری نمائندوں کے سامنے پوری تفصیل بیان کی گئی اور اگلے روز فیصل آباد شہر میں ہڑتال اور جلسہ کا اعلان کیا گیا۔

قادیانیوں کی سرگرمیاں:

اس واقعہ سے پیدا شدہ حالات نے

نازک صورت اختیار کرلی، جذبات مشتعل ہوگئے، حالات پہلے سے قادیانیوں کے خلاف تحریک کے متقاضی تھے، کیوں کہ قادیانیوں کی ریشہ دوانیاں حد سے بڑھ چکی تھیں،وہ منہ زور گھوڑے کی طرح بے لگام ہوئی جارہی تھی۔

قادیانیوں نے چونکہ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں پیپلز پارٹی کا ساتھ دیا تھا اور ان کے خیال کے مطابق پیپلز پارٹی باقی دیگر پارٹیوں کے مقابلہ میں زیادہ سیکولر تھی، اس لیے پیپلز پارٹی کی کامیابی کے بعد وہ ہوا میں اڑنے لگے اور انہیں محسوس ہوا کہ وہ کھل کر اپنی من مانیاں کرسکتے ہیں۔ اس لیے انہوں نے اسلامی آئین میں روڑے اٹکانے کی کوشش کی کہ آئین میں اسلام کا تذکرہ نہ ہو۔ مسلمان کی تعریف شامل نہ کی جائے،لیکن مرزائی اس میں کامیاب نہ ہوسکے۔ جب آئین میں مسلمان کی تعریف شامل کرنے پر اپوزیشن نے زور دیا تو حکومتی ارکان کی طرف سے کہا گیا کہ مسلمان کی تعریف کی کیا ضرورت ہے ، ہر شخص جانتا ہے مسلمان کون ہے، مگر اپوزیشن نے اصرار کیا کہ آئین میں درج ہے کہ پاکستان کا صدر مسلمان ہوگا تو اب آئین میں ہی درج ہونا چاہیے کہ مسلمان کون ہے۔ بالآخر آئین میں مسلمان کی تعریف شامل کرلی گئی ۔ صدر اور وزیر اعظم کے حلف میں الفاظ شامل کیے گئے ”میں قسم کھاتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں، خدا اور اس کتاب پر میرا یقین کامل ہے، یہ کتاب آخری کتاب ہے اور میں اس پر ایمان رکھتا ہوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔“ آئین میں مسلمان کی تعریف شامل ہونے کے بعد قادیانیوں نے بہت شور مچایا، مرزا ناصر نے بھٹو سے کہا کہ یہ الفاظ آپ آئین سے نکالیں، مگر بھٹو صاحب نے انکار کردیا۔ اس پر مستزاد یہ کہ اپریل ۱۹۷۴ء میں آزاد کشمیر اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد متفقہ طور پر منظور کرلی۔

رابطہ عالم اسلامی نے اپنے اجلاس منعقدہ ۱۸/اپریل ۱۹۷۴ء جدہ میں قادیانیوں کے بارے میں قرارداد منظور کی کہ قادیانی باطل مذہب ہے جو اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام دشمنی میں مصروف ہے۔

اس سے قبل قادیانیوں نے بلوچستان میں محرف قرآن تقسیم کیا، اس کے خلاف بلوچستان کے غیور مسلمانوں نے زبردست مہم چلائی، جس کے نتیجہ میں مولانا شمس الدین ڈپٹی اسپیکر بلوچستان اسمبلی کی شہادت واقع ہوئی، لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ قادیانیوں کو بلوچستان سے نکال دیا گیا اور محرف قرآن کے تمام نسخے ضبط کرلیے گئے۔

دسمبر ۱۹۷۳ء میں مرزائیوں نے ربوہ (چناب نگر) میں جو اپنا سالانہ جلسہ کیا ہے اس میں انہوں نے شرکائے جلسہ کو یہ تاثر دینے کی زبردست کوشش کی ہے کہ پاکستان کا اقتدار اب ان کی جھولی میں آکر گرنے ہی والا ہے اور موجودہ حکومت بھی ان کی دست بستہ غلام ہے۔ انہوں نے ایک دھاندلی تو یہ کی کہ اس غریب قوم کے خون پسینے کی کمائی کا تقریباً دو لاکھ روپیہ ربوہ کے لنگر خانے کے چولہوں کے لیے سوئی گیس کے انڈسٹریل کنکشن پر خرچ کروادیا اور بغیر میٹر کے سوئی گیس چالو کروالی۔ دوسری بات جو ہمیں معلوم ہوئی ہے اور اب زبان زد خاص و عام ہو رہی ہے وہ یہ ہے کہ جب سالانہ جلسہ میں ناصر احمد تقریر کرنے کے لیے اسٹیج پر آئے تو مائیک کے سامنے پہنچ کر خاموش کھڑے ہوگئے اور تقریر شروع نہیں کر رہے تھے۔ جیسا کہ انہیں کسی چیز کا انتظار ہو۔ اتنے میں ایک ہوائی جہاز جلسہ گاہ پر سے ڈپ مار کر گزرا۔ اس کے گزر جانے کے بعد بھی مرزا صاحب خاموش کھڑے رہے۔ گویا انہیں ابھی کسی اور چیز کا بھی انتظار تھا۔ اتنے میں دو اور جہاز جلسہ گاہ سے جھک کر گزرے اور اس طرح مبینہ طور پر مرزا ناصر احمد کو پاکستان ائیر فورس کی سلامی مکمل ہوگئی۔ اس پر جلسہ گاہ میں نعرہ لگایا گیا ”مرزا غلام احمد کی جے، مرزا غلام احمد کی جے“ اس کے بعد مرزا ناصر احمد کی تقریر ہوئی۔“

(تحریک ختم نبوت، جلد دوم، ص۵۱۹)

یہ سب کارستانی ظفر اے چوہدری کی تھی جو اس وقت پاک فضائیہ کا چیف آف اسٹاف تھا۔ اس کی مرزائیت نوازی کی اور داستانیں بھی ہیں، اس نے کئی مسلمان افسروں کو بے بنیاد الزامات لگا کر فارغ کیا اور اپنے مرزائی افسروں کو ترقی دی۔ بھٹو صاحب کے علم میں یہ باتیں آئیں تو انہوں نے ہمت کرکے ظفر چوہدری کو ۱۵/اپریل ۱۹۷۴ء کو سبکدوش کردیا۔

ان واقعات نے قادیانیوں کو سیخ پا کردیا۔ یا تو وہ اپنا اقتدار قائم کرنے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ اسی ضمن میں مرزا ناصر انگلینڈ اور افریقہ کا دورہ بھی کرچکے تھے یا اب یہ واقعات ان کے ساتھ پیش آگئے تو مرزائیوں نے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کرنا شروع کردیئے۔ مسلمانوں پر حملے، ان پر تشدد، بعض کا اغوا کرنا جیسے واقعات پیش آئے۔ ربوہ کا حادثہ بھی اسی غنڈہ گردی کی ایک کڑی تھی۔ یہ وہ حالات تھے جو تحریک چلانے کے متقاضی ہوئے۔ (جاری ہے)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

شجاع آباد کی مساجد میں بیان:

۲۶/جولائی کا جمعہ بڑے عرصہ کے بعد اپنی مسجد سیدنا علی المرتضیٰ صدیق آباد کے لئے رکھا، لیکن ۲۴/جولائی کو سپریم کورٹ کا متنازعہ فیصلہ آنے کے بعد اپنی مسجد کا پروگرام ملتوی کر دیا۔ جکو ال کالونی کی مسجد نور میں بارہ بج کر پچاس منٹ سے ایک بجے تک بیان کیا۔ ہمارے استاذ محترم مفسر القرآن مولانا عبدالعزیز شجاع آبادیؒ کے جکو ال کالونی میں دو چہیتے مقتدی اور مدرسہ عزیز العلوم کے معاون حاجی نذر حسین، حاجی منظور حسین دو بھائی تھے۔ ان دونوں بھائیوں کے بیٹوں نے مسجد نور کے نام سے خوبصورت مسجد تعمیر کرائی، ٹھیکیدار منظور کے بیٹے حاجی عزیز الرحمٰنؒ اس کا نظم چلاتے رہے۔

نیز ہائی اسکول شجاع آباد میں ٹیچر تھے، ماسٹر محمد رمضان بہت ہی صالح اور نیک انسان تھے، ان کے فرزند ارجمند مولانا محمد عبداللہ اس مسجد کے ایک عرصہ تک امام وخطیب رہے، آج کل شادن لنڈ تونسہ شریف کے مولانا محمد طیب خطیب و امام ہیں۔ ہمارے بہت ہی اچھے دوست شیخ عبدالستار کی معرفت ٹائم طے ہوا اور ایک بجکر پچیس منٹ تک بیان ہوا۔

مدنی مسجد المعروف اڈے والی:

مسجد کے بانی معروف معالج ڈاکٹر قادر بخشؒ تھے، ان کے انتقال کے بعد ان کے فرزندزادہ ڈاکٹر فاروق احمد نظم چلاتے رہے۔ موخرالذکر اپنے زرعی رقبہ کی دیکھ بھال کے لئے خانپور (حضرت درخواستیؒ والے) منتقل ہو گئے، آج کل اس مسجد کا مولانا زبیر احمد صدیقی مدظلہ کی نگرانی میں قائم کمیٹی انتظام چلا رہی ہے، جبکہ خطیب مولانا زبیر احمد مدظلہ کے برادر صغیر مفتی محمد طیب مدظلہ خطیب ہیں۔

موصوف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شجاع آباد کے ناظم اعلیٰ بھی ہیں تو مدنی مسجد میں ڈیڑھ سے دو بجے تک بیان ہوا اور سپریم کورٹ کے قادیانیت نواز فیصلہ کے خلاف بھرپور احتجاج ہوا۔ ہمارے شجاع آباد کے نامور خطیب، مصنف، مدرس، شیخ الحدیث مولانا زبیر احمد صدیقی مدظلہ نے اپنی مسجد میں اس پر احتجاج کیا۔

شاہی مسجد کے خطیب مولانا قاضی قمر الصالحین حفظہ اللہ نے ۲۶/جولائی کے جمعۃ المبارک کے خطبہ میں اس پر بھرپور احتجاج کیا۔ نیز جامعہ عزیز العلوم میں مولانا جمال عبدالناصر نے غرضیکہ شجاع آباد کی چھوٹی بڑی اور تمام مساجد میں علماء کرام اور خطباء نے عہد کیا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف کسی بڑی سے بڑی عدالت کے فیصلہ کو کسی صورت میں تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ نیز اگلے روز ۲۷/جولائی کو عصر کی نماز کے بعد راقم نے بھی شاہی مسجد میں اس پر بھرپور احتجاج کیا۔

ملتان میں علمائے کرام کا مشاورتی اجلاس:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں شہر کے درجنوں علمائے کرام کا اجلاس منعقد ہوا۔ شرکائے اجلاس سے مولانا وسیم اسلم، مولانا حافظ محمد انس، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی و دیگر نے خطاب کیا۔ مجلس کے راہنماؤں نے سپریم کورٹ کے ۲۴/جولائی کے فیصلہ پر غم وغصہ کا اظہار کرتے ہوئے اسے یکسر مسترد کر دیا۔ علمائے کرام نے کہا کہ عدالت عظمیٰ نے مغرب کی خوشنودی کے لئے امتناع قادیانیت آرڈی نینس اور اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں کے علی الرغم فیصلہ دے کر پوری قوم کو کنفیوز کر دیا ہے۔ علمائے کرام نے کہا کہ ملکی حالات کسی بڑی تحریک کے متحمل نہیں، بایں ہمہ عدالت عظمیٰ نے قادیانیوں کو چار دیواری میں تبلیغ اور لٹریچر تقسیم کرنے کی اجازت دے کر قرآن وسنت، اجماع امت، ملکی آئین و قانون کے خلاف فیصلہ دے کر نئی تاریخ رقم کرنے کی کوشش کی ہے۔ علمائے کرام نے کہا کہ ملکی سطح پر احتجاج کی کال تو مجلس اور دیگر جماعتوں کے مرکزی قائدین دیں گے۔ لیکن ملتان کی سطح پر ۳/اگست کو تین بجے سے پانچ بجے تک دفتر مرکزیہ سے پریس کلب تک بھرپور مظاہرہ کا فیصلہ کیا جائے گا۔ تمام ائمہ وخطباء نے کہا کہ جیسے ہمارے آباؤ اجداد نے قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت اور ناموس رسالت کا تحفظ کیا ہے۔ ہم بھی اپنی تمام صلاحیتیں بروئے کار لا کر عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس رسالت کی اور ان کے قوانین کی حفاظت کریں گے۔ درجنوں علمائے

کرام نے انتہائی غم وغصہ کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اگرچہ اس کے لئے جانوں کا نذرانہ پیش کرنا پڑے تو دریغ نہیں کریں گے۔ چنانچہ مذکورہ بالا تاریخ کو پریس کلب کے سامنے ملتان کی تاریخ کا سب سے بڑا مظاہرہ ہوا جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔

خانقاہ نقشبندیہ ادریسیہ ملکہ ہانس میں بیان: خانقاہ ادریسیہ کے جانشین حضرت پروفیسر پیر جی محمد سلیم مدظلہ ہیں۔ آپ کے خلفائے میں لاہور کے معروف خطیب مولانا محمد اسلم ہیں۔ ان کے حکم پر یکم اگست کو خانقاہ میں حاضری اور بیان کی سعادت نصیب ہوئی۔ خانقاہ کے بانی مولانا محمد ادریس انصاریؒ، نقشبندی مجددی صادق آبادی ہیں۔ موصوف مظاہر العلوم سہارنپور انڈیا کے فاضل تھے۔ ابتدائی کتابوں کے اساتذۂ کرام میں بانی تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ بھی ہیں۔ آپ نے بانی تبلیغ سے مدرسہ کاشف العلوم نظام الدین دہلی میں کافیہ اور دوسری کتابیں پڑھیں۔ آپ کی ولادت ۱۹۱۶ء میں محلہ پیرزادگان انبیٹہ سہارنپور الحاج انیس احمد انصاریؒ کے گھر ہوئی۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت ابوایوب انصاریؓ میزبان رسول سے جا ملتا ہے۔ آپ بانی تبلیغ مولانا محمد الیاسؒ کے آخری اور خصوصی شاگردوں میں سے تھے۔ آپ نے انبیٹہ کے حافظ مشیت اللہؒ سے حفظ کیا۔ آپ کی عمر بارہ تیرہ سال تھی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم مظاہر العلوم سہارنپور سے حاصل کی۔ ایک سال کے بعد آپ کے والد محترم نے آپ کو مدرسہ کاشف العلوم بستی نظام الدین دہلی جہاں امیر التبلیغ حضرت جی مولانا محمد یوسفؒ آپ کے ہم درس رہے، میں داخل کرایا۔ دوبارہ پھر مظاہر العلوم سہارنپور میں داخلہ لیا اور دورۂ حدیث شریف تک تعلیم حاصل کی، آپ کے اساتذۂ کرام میں برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ، مدرسہ کے ناظم مولانا عبداللطیفؒ، مولانا عبدالرحمٰن کاملپوریؒ، مولانا منظور احمد خانؒ، مولانا اسعد اللہ سمیت کئی ایک اساتذۂ کرام شامل تھے، ان سے علوم نبوت کی تحصیل کی۔ مولانا محمد یوسفؒ امیر التبلیغ، مولانا انعام الحسنؒ آپ کے رفقاء درس میں سے تھے۔ آپ نے پہلی بیعت بانی تبلیغ مولانا محمد الیاس دہلویؒ، دوسری بیعت حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کے خلیفہ مجاز مولانا حافظ فخر الدینؒ پانی پتی سے کی۔ قیامِ پاکستان کے بعد حضرت مولانا عبدالغفور مدنیؒ کے دست حق پر بیعت ہوئے اور خلافت پائی۔

تصنیف و تالیف: آپ نے چھوٹی بڑی کئی ایک کتابیں لکھیں، ان میں مسلمان خاوند، مسلمان بیوی نے خوب شہرت پائی۔ نیز آپ نے مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ کی مشہور کتاب ’’نفحات الانس‘‘ کا ’’انوارِ صوفیہ‘‘ کے نام سے ترجمہ کیا۔

آپ نے کئی ایک مقامات پر خانقاہیں اور مساجد تعمیر کرائیں۔ ان میں سے خانقاہ نقشبندیہ غفوریہ ملکہ ہانس بھی ہے۔ جہاں راقم کو یکم اگست کو بیان کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ ۲۰/ صفر المظفر ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۶/جون ۱۹۹۸ء بعد نماز عصر اللہ، اللہ کرتے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ کے فرزند ارجمند مولانا محمد سعید انصاری آپ کے جانشین قرار پائے۔

خطبہ جمعہ: ۲/اگست جمعۃ المبارک کا خطبہ عارف والا میں اہل حق کی قدیمی درسگاہ عربیہ فاروقیہ کی وسیع وعریض جامع مسجد میں دیا، جہاں ہمارے استاذ محترم مولانا عبدالرحیم اشعرؒ پینتیس سال تک خطبہ ارشاد فرماتے رہے۔

علی پور میں خطبہ جمعہ: جامعہ امدادیہ حبیب المدارس یا کی والی کے مہتمم مولانا محمد مکی مدظلہ کی دعوت پر حاضری ہوئی۔ جامعہ امدادیہ کی بنیاد فاضل دیوبند مولانا حبیب اللہؒ نے رکھی۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا محمد مکی مدظلہ نے اسے توسیع دی۔ مولانا حبیب اللہؒ جس مسجد میں بیٹھ کر تدریس فرمایا کرتے تھے، اسے برقرار رکھا گیا اور اس کے متصل وسیع و عریض برآمدہ نما مسجد تعمیر کی گئی جو عیدگاہ کے طور پر استعمال کی جاتی ہے۔ ۹/اگست کا جمعۃ المبارک کا بیان اسی مسجد میں ہوا۔

چیچہ وطنی میں ختم نبوت کے اجتماعات: چک نمبر ۴۶۔ ۱۲ ایل میں جامع مسجد دار العلوم میں ۱۰/اگست کو ظہر کی نماز کے بعد ختم نبوت کورس منعقد ہوا۔ صدارت مفتی سعید احمد خطیب جامع مسجد ہذا نے کی، جبکہ پیر جی حفظ الرحمٰن، مولانا مفتی محمد نعمان سلمہ نے خصوصی شرکت کی۔ ساہیوال ضلع کے مبلغ مولانا محمد سلمان سلمہ نے ظہور امام مہدی اور نزول عیسیٰ علیہ السلام پر لیکچر دیا جبکہ راقم نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت، مرزا قادیانی کے کذب وافترا اور اوصاف نبوت پر بیان کیا اور قادیانیوں کے کفریہ اور مرتدانہ عقائد کی وجہ سے ان سے مکمل اقتصادی وعمرانی بائیکاٹ کا وعدہ لیا۔ اور لاہور کی گولڈن جوبلی کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی، سامعین نے قافلہ کی صورت میں شرکت کا وعدہ کیا۔

چک نمبر ۱۳/ ۱۴۔ ایل میں جلسہ:

چک مذکور کی جامع مسجد میں عظیم الشان جلسہ ختم نبوت منعقد ہوا۔صدارت جامعہ اسلامیہ چیچہ وطنی کے شیخ الحدیث مولانا محمد ساجد مدظلہ نے کی، جبکہ مہمان خصوصی پیر جی حفظ الرحمٰن رائے پوری تھے۔مقامی خطیب مولانا محمد عباس، مولانا محمد سلمان معاویہ اور محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔مقررین نے قادیانیت کے دجل و فریب، ملک وملت کے خلاف سازشوں، ظفر اللہ خان قادیانی کا ملک کے پوری دنیا کے سفارت خانوں کو قادیانیت کی تبلیغ کے مراکز بنانا، دین اسلام کو مردہ مذہب، قادیانیت کو زندہ مذہب، مکہ و مدینہ کی چھاتیوں کا دودھ خشک ہونا اور تازہ دودھ ربوہ وقادیان سے لینا جیسے کفریہ عقائد سے آگاہ کیا اور ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں دس ہزار مسلمانوں کا ہلاکو خانوں اور چنگیزوں کی بھینٹ چڑھنا اور اس تحریک کو گولی سے دبانا، ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلہ پر روشنی ڈالی اور کہا کہ ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کے فیصلہ کو پچاس سال پورے ہو رہے ہیں۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ۷ر ستمبر کو یوم الفتح منانے کا اعلان کیا ہے اور اس روز یادگار پاکستان کے وسیع وعریض گراؤنڈ میں منعقد ہونے والی ختم نبوت کانفرنس کی دعوت دی، جلسہ پیر جی حفظ الرحمٰن کی دعا پر اختتام پذیر ہوا، مولانا کفایت اللہ نے خصوصی شرکت کی۔

رینالہ خورد میں جلسہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامعہ محمودیہ رینالہ خورد میں ظہر سے عصر تک جلسہ منعقد ہوا۔صدارت جامعہ محمودیہ کے مہتمم مولانا سید اکرام شاہ نقوی نے کی۔جلسہ سے مہتمم مدرسہ کے علاوہ ضلع اوکاڑہ وقصور کے مبلغ مولانا عبدالرزاق مجاہد اور محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔مقررین نے اپنے خطاب میں ۷ر ستمبر لاہور کے پروگرام میں شرکت کا مطالبہ کیا۔احباب نے قافلہ کی صورت میں شرکت کا وعدہ کیا۔مہمان خصوصی قاری محمد رمضان مدظلہ تھے۔

حجرہ شاہ مقیم میں ختم نبوت کانفرنس:

شاہ مقیمؒ سولہویں صدی کے بزرگ ہیں، ان کا مولد و مسکن بغداد شریف ہے۔امام ربانی حضرت شاہ عبدالقادر جیلانیؒ کی اولاد میں سے ہیں۔بغداد شریف سے اپنے والد محترم حضرت شاہ تاج محمودؒ گیلانی کے ساتھ ہندوستان تشریف لائے والد محترم کا انتقال ہوگیا تو شاہ مقیمؒ نے جن کا نام نامی اسم گرامی سید بہاؤالدین گیلانیؒ تھا، پھرتے پھراتے اوکاڑہ کے اس علاقہ کو اپنا مسکن بنایا۔باطنی علوم اپنے والد محترم سے حاصل کئے، انہیں سیر و سیاحت کا بہت شوق تھا۔ذکر و مراقبہ سے فارغ ہوتے تو گھوڑے پر سوار ہو کر سیر وسیاحت کے لئے نکل جاتے۔اس علاقہ میں ''دھول'' قوم آباد تھی، جو ان کے دست حق پرست پر مسلمان ہوئی۔آپ کا انتقال ۹۷۳ھ مطابق ۱۵۶۵ء میں ہوا، اور یہیں مدفون ہوئے، آپ کا مزار عوام وخواص کی زیارت گاہ ہے، چونکہ انہوں نے ذکر و مراقبہ کے لئے حجرہ بنایا ہوا تھا، اس لئے اس شہر کا نام حجرہ شاہ مقیم ٹھہرا۔ (تلخیص از ریحان عترت، ص:۳۸۱، ۳۸۲ مصنفہ سید السادات سید نفیس الحسینیؒ)

۱۱ر اگست مغرب کی نماز کے بعد مدنی مسجد حجرہ شاہ مقیم میں مقامی امیر حضرت مولانا قاری محمد مستقیم کی صدارت میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔تلاوت و نعت کے بعد ضلعی مبلغ مولانا عبدالرزاق مجاہد اور راقم محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے، مبلغین نے اپنے بیانات میں ۷ر ستمبر لاہور میں منعقد ہونے والی عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔سامعین نے قافلہ کی صورت میں شرکت کا وعدہ کیا۔

ختم نبوت کنونشن راولپنڈی: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد حنفیہ کرتار پورہ میں ۱۴ر اگست مغرب سے عشاء تک ختم نبوت کنونشن منعقد ہوا۔صدارت مولانا عبدالمجید ہزاروی (امیر جمعیت علماء اسلام، راولپنڈی) نے کی۔سرپرستی مولانا قاضی مشتاق احمد (امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت راولپنڈی)، تلاوت قاری محمود شاہ (صدر شعبہ تجوید وقرأت

بقیہ:.... اہل بیت وآل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادوں میں سب سے بڑے حضرت قاسم ہیں جو بعثت سے قبل پیدا ہوئے۔دو سال بعد ان کی وفات ہوگئی۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم انہیں کی وجہ سے تھی۔دوسرے صاحبزادے عبداللہ ہیں جو بعثت کے بعد پیدا ہوئے، اسی لیے ان کا لقب طیب وطاہر تھا۔صغر سنی میں ہی وفات پاگئے، یہ دونوں صاحبزادے حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بطن سے تھے۔تیسرے صاحبزادے حضرت ابراہیم تھے جو ام المومنین حضرت ماریہ قبطیہؓ سے پیدا ہوئے۔تقریباً ڈیڑھ سال بعد وہ بھی وفات پاگئے۔☆☆

جامعہ فرقانیہ راولپنڈی)، نعت بابا خورشید احمد، مقررین: جمعیت اہلحدیث اسلام آباد کے امیر مولانا مقصود احمد، بریلوی مکتب فکر کے ممتاز عالم دین مولانا محمد اقبال رضوی، راؤ عبدالرحیم ایڈووکیٹ، مولانا مفتی مجیب الرحمٰن، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا عبدالمجید ہزاروی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا، جبکہ کنونشن کے سرپرست اور مجلس راولپنڈی کے امیر مولانا قاضی مشتاق احمد مدظلہ نے تمام حاضرین و سامعین کے شکریہ کے ساتھ الوداعی دعا فرمائی۔

ختم نبوت کنونشن میں سپریم کورٹ کے فیصلہ کے خلاف غم و غصہ کا اظہار کیا گیا اور اسے مسترد کر دیا گیا طے ہوا کہ ۱۹؍اگست کو آب پارہ سے سپریم کورٹ تک بھرپور مظاہرہ کیا جائے گا اور فیصلہ واپس لینے کا مطالبہ کیا جائے گا۔ ۷؍ستمبر جو یوم الفتح ہے گولڈن جوبلی ختم نبوت کانفرنس یادگار پاکستان لاہور میں قافلوں کی صورت میں شرکت کا فیصلہ کیا گیا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا محمد طارق معاویہ مبلغ راولپنڈی ڈویژن نے سرانجام دیئے۔ آخر میں مولانا عبدالمجید ہزاروی نے تمام مقررین و سامعین کے اعزاز میں عشائیہ دیا۔(احسان احمد شجاع آبادی)

جامعہ اسلامیہ مسجد راولپنڈی میں مشاورتی اجلاس: راولپنڈی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد جامعہ اسلامیہ میں ۱۵؍اگست کو صبح نو سے گیارہ بجے تک ختم نبوت مشاورتی اجلاس منعقد ہوا۔ صدارت شیخ الحدیث حضرت مولانا قاضی مشتاق احمد مدظلہ نے کی۔ مشاورتی اجلاس سے مولانا قاضی عبدالرشید، مولانا مجیب الرحمٰن، مولانا عبدالمجید ہزاروی، مولانا سعید الرحمٰن سرور، مولانا عبدالرشید کوثر، مولانا ڈاکٹر ضیاء الرحمٰن، نبیرہ شیخ القرآن مولانا ولی الرحمٰن نے خطاب کیا۔ آخری خطاب مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا تھا۔ کنونشن میں ایک سو کے قریب علماء کرام نے شرکت کی۔ مقررین نے ۱۹؍اگست کو آب پارہ سے سپریم کورٹ کا احتجاجی مظاہرہ کو کامیاب کرنے کی تجاویز پر غور و فکر کیا۔ علماء کرام نے کہا کہ انشاءاللہ العزیز ہم اپنی اپنی مساجد سے چھوٹے چھوٹے قافلے لے کر آب پارہ جمع ہو کر بڑے قافلے میں شامل ہوں گے۔ جب تک سپریم کورٹ اپنا متنازعہ فیصلہ واپس نہیں لیتی ہم اپنی پُرامن تحریک جاری رکھیں گے۔ ۷؍ستمبر کو لاہور میں منعقد ہونے والے گولڈن جوبلی کانفرنس جو یوم الفتح کے طور پر منائی جارہی ہے، اس وقت تک عدلیہ اپنے غلط، متنازعہ، قرآن و سنت، آئین پاکستان، تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ ۲۹۸ سی کے خلاف فیصلہ واپس نہیں لیتی تو اگلے لائحہ عمل کا اعلان کیا جائے گا۔ کنونشن کا انتظام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت راولپنڈی کے ناظم اعلیٰ مولانا آدم خان نے کیا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا محمد طارق معاویہ نے سرانجام دیئے۔(محمد طارق معاویہ مبلغ راولپنڈی)

خانقاہ امدادیہ چشتیہ جہلم: ہمارے پرانے ملنے والے مولانا محمد احمد جو میاں چنوں کے رہنے والے تھے۔ جہلم میں دریا کے کنارے آپ نے چشتیہ امدادیہ کے نام خانقاہ قائم کی ہے۔ ہمارے جہلم و چکوال اور آزاد کشمیر کے مبلغ مولانا مفتی خالد میر حفظہ اللہ جب جہلم تشریف لاتے ہیں تو موصوف مولانا محمد احمد ان کے میزبان ہوتے ہیں، ان کی خانقاہ میں عصر و مغرب کی نمازیں ادا کیں اور جہلم کے کئی ایک علمائے کرام اور جماعتی احباب کی زیارت و ملاقات خانقاہ میں ہوئی۔

رحمتِ عالم ﷺ

مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ

وہ جہاں کا رمزِ وجود ہے، وہ مدارِ کارِ نظام ہے
وہ خدا کی شان جمال کا، بخدا کہ مظہرِ تمام ہے

کرو یاد معرکہ بدر کا، پڑھو فتحِ مکہ کا واقعہ
وہ خدا کا قہر و جلال تھا، یہ نبی کی رحمت عام ہے

سبھی انبیائے کرام کا ہے، مقام سب سے بلند تر
وہ ہلال چرخِ کمال تھا، مرا ماہ بدرِ تمام ہے

جو غذائے روح و سکونِ دل، وہ انہیں کی پاک حدیث ہے
جو مریض دل کی شفا بنے، یہ انہیں کا پاک کلام ہے

جو مجھے ملا وہ شخص انہیں کی نگاہِ لطف و کرم سے ہے
قلم و زبانِ حبیب کیا یہ انہیں کا فیضِ دوام ہے

رعایتی قیمت

مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

نمبرشمار	نام کتاب	مصنف	قیمت
1	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 1 تا 32 (مزید جلدوں کی اشاعت جاری ہے)	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	11200
2	قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ (5 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1500
3	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	500
4	رئیس قادیان	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	500
5	آئینہ قادیانیت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	300
6	ائمہ تلبیس	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	500
7	قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے	جناب محمد متین خالد صاحب	250
8	ایک ہفتہ شیخ الہندؒ کے دیس میں	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	250
9	چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ (5 جلدیں) مکمل سیٹ	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1500
10	قادیانی شبہات کے جوابات (کامل)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	600
11	تحفہ قادیانیت (چھ جلدیں)	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	1800
12	مجموعہ رسائل (ردقادیانیت) (جلد اوّل)	مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ	350
13	مجموعہ رسائل (ردقادیانیت) (جلد دوم)	رسائل اکابرین	350
14	اسلام اور قادیانیت ایک تقابلی مطالعہ	مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ	300
15	خطبات شاہین ختم نبوت (دوجلدیں)	مولانا محمد بلال ، مولانا محمد یوسف ماما	700
16	تذکرہ مجاہدین ختم نبوت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	350
17	قادیانیت کا تعاقب	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد	250
18	تحریک ختم نبوت (10 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	4500
19	مقدمہ بہاولپور مکمل سیٹ (تین جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1000
20	ختم نبوت کورس	مولانا مفتی مصطفیٰ عزیز صاحب	350
21	مولانا ظفر علی خان اور فتنہ قادیانیت	جناب محمد متین خالد صاحب	400
22	فتنہ قادیانیت کے خلاف عدالتی فیصلے (دوجلدیں)	جناب محمد متین خالد صاحب	700

نوٹ: ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی ادارہ ہے۔ تبلیغ کے نقطۂ نظر سے تقریباً لاگت پر کتب مہیا کی جاتی ہیں

ملنے کا پتہ: ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان ...... جامعہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر ضلع چنیوٹ